﴿.....اِنّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يُؤتِيهِ مَن يشاء﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿.....عَسٰى اَن يَّبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحمُودًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۲/اپریل ۱۹۹۹ء شمارہ ۱۴

۱۵/ذوالحجہ ۱۴۱۹ہجری ☆ ۲/شہادت ۱۳۷۸ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالیٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے۔

"کہتے ہیں ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا۔ راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو ورنہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کروں گا۔ بادشاہ حیران ہوا۔ اور اس سے پوچھا کہ تو ایک بے سروسامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھ لڑائی کرے گا؟ فقیر نے جواب دیا کہ میں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلہ میں جنگ کروں گا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر واپس چلا گیا۔

غرض دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے۔ اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔ گزشتہ انبیاء کے زمانہ میں بعض مخالفین کو نبیوں کے ذریعہ سے بھی سزا دی جاتی تھی مگر خدا جانتا ہے کہ ہم ضعیف اور کمزور ہیں۔ اس واسطے اس نے ہمارا سب کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے جس کو خشک ملا اور خشک فلسفی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان مہیا ہو جاتے۔ جب ہماری دعائیں ایک نقطۂ عروج پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے .... مگر ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالیٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے"۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۵ صفحہ ۳ مورخہ ۲۱/جون ۱۹۰۶ء۔ ملفوظات جلد ۹ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۷، ۲۸)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۳/مارچ ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا پروگرام ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز سورۃ البقرہ کی آیات ۱۷۲ تا ۱۷۷ کی تلاوت اور اس کے ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد چند لڑکوں نے شہد کی مکھی پر ایک تحریر پیش کی۔ شہد کی مکھی کی قسمیں، اس کی زندگی کی تاریخ، ملکہ مکھی وغیرہ کی حیران کن تفصیلات عمدہ انگریزی میں بیان کیں۔ شہد کے اوصاف اور اس کے شفا دینے کی اہلیت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد بچیوں نے ایک نظم سنائی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دو نشانات پڑھ کر سنائے گئے۔ اس کے بعد نظم "نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا" ترنم کے ساتھ پیش کی گئی۔

اتوار، ۱۴/مارچ ۱۹۹۹ء:

آج انگریزی بولنے والے افریقن احباب کے ساتھ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ۱۳/اگست ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔

☆...... گھانا کے امیر مکرم عبدالوہاب آدم صاحب نے قرآنی آیت "یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ ....الخ" پڑھی اور پوچھا کہ افریقہ اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج کل سائنسی میدان میں اس سلسلے میں بہت سے سوالات اٹھائے جا رہے ہیں کہ کیا انسان ایک مکمل ہستی کے طور پر پیدا کیا گیا؟، کیا مختلف ممالک میں لوگ مختلف اوقات میں پیدا کئے گئے؟، کیا ان کا باوا آدم ایک نہیں تھا۔ وغیرہ۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

یہ سال غیر معمولی اہمیت کا سال اس لئے ہے کہ مجھے اللہ کے فضلوں سے بھاری امید اور توقع ہے کہ اس سال جماعت میں ایک کروڑ انسان داخل ہوں گے۔

خدا کے گھر بنانے شروع کرو اور اس کثرت سے بناؤ کہ ان کو آباد کرنا چونکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے وہ آپ ہی لوگوں کو پکڑ پکڑ کر لائے گا۔ اس پہلو سے مساجد کی تعمیر ہمارے نزدیک بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

ناروے کی مسجد کے سنگ بنیاد کی مناسبت سے مساجد کی تعمیر اور مساجد بنانے والوں اور ان میں آنے والوں کے لئے احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں اہم نصائح

مجلس مشاورت پاکستان کے حوالہ سے ضروری نصائح اور بعض معیّن دعائیں کرنے کی خصوصی تحریک

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۹/مارچ ۱۹۹۹ء)

لندن (۱۹/مارچ): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ التوبہ کی آیات ﴿انما یعمر مساجد اللہ ....الخ﴾ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آج جماعت احمدیہ ناروے کی مسجد بیت النصر کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ اور بھی مساجد ہیں جن کی دنیا بھر میں تعمیر کی جا رہی ہے اس کے علاوہ آج مجلس شوریٰ جو پاکستان میں ہو رہی ہے اس کے متعلق کچھ باتیں بیان کروں گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ناروے کی اس مسجد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مسجد کی خاطر ۱۹۹۴ء میں زمین خرید لی گئی تھی جس کا رقبہ ۹۵۰۰ مربع میٹر یعنی قریباً دو ایکڑ ہے۔ شہر کے مرکزی

علاقہ میں عین موٹروے پر واقع ہے۔ اس پہلو سے لوگوں کی بہت نظریں تھیں اور حسد بھی بہت پیدا ہوا۔ اور احمدیوں کو یہاں مسجد بنانے کی اجازت نہ دینے کے متعلق وہاں کے عیسائی کونسلرز سے دوسرے مسلمان ملتے رہے اور ہمارے خلاف بہت سی باتیں ان کے کانوں میں پھونکتے رہے۔ کچھ عرصہ تک تو یوں لگتا تھا کہ ہمیں اس کی اجازت نہیں ملے گی لیکن اللہ نے بہت فضل فرمایا اور جماعت ناروے کے مقامی معززین نے لوگوں سے بہت رابطے قائم کئے اور بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کا موقع مل گیا۔ جب ساری وضاحتیں ہو گئیں تو علاقے کے میئر نے ایک تقریب میں کہا کہ "ہم آپ کو اپنے علاقہ میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ آئیں اور جلد یہاں مسجد تعمیر کریں اور مجھے امید ہے کہ افتتاح کے موقعہ پر مجھے بلانا نہیں بھولیں گے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے بھی بڑا کام کیا ہے۔ جماعت ناروے کے مقامی معززین اور چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ کی کوششوں سے بالآخر تمام مخالفتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وہاں کی اتھارٹیز نے نہ صرف اجازت دی بلکہ تائید کی کہ کوئی مشکل ہو تو بتائیں۔ الحمد للہ کہ اب مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔ اس میں تقریباً ۷۰۰ نمازیوں کی گنجائش ہو گی جو ناروے کی جماعت کے لحاظ سے تو بہت اچھی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ ناروے کی جماعت کے لئے یہ مسجد بہت جلد تنگ دکھائی دے گی۔ اس مسجد سے ملحق بہت بڑا ہال بھی تعمیر کیا جائے گا جس میں ذیلی تنظیموں کے لئے دفاتر، نمائش، مبلغ کا گھر، مہمان خانہ اور ایم ٹی اے کے لئے سٹوڈیوز تعمیر ہونگے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے ان تمام تعمیرات کے لئے ہمارے پاس فنڈ مہیا ہو چکے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے مسجد کی تعمیر کے متعلق مسجد بنانے والوں اور مسجد کے نمازیوں پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس بارہ میں احادیث نبویہ کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر تعمیر کرے گا۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے اور رہتا ان دلوں میں ہے جو مسجد کو اس امید پر آباد کرتے ہیں کہ ان نمازیوں کے دلوں میں خدا رہے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ان معنوں میں مسجد کو خدا کا گھر کہا جاتا ہے تو خدا بھی ایسے لوگوں کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ وہ مادی گھر تو نہیں ہوگا، اس کی کیفیت اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد بنانے والوں کے لئے بہت بڑا اجر مقدر ہے۔

حضور انور نے ایک اور حدیث کے حوالے سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں اور یہ کہ ان کی عمدہ تعمیر کریں اور انہیں پاک وصاف رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مسجدوں کی تعمیر محض مرکزی مسجد کی تعمیر تک محدود نہیں رہنی چاہئے بلکہ ہر محلّہ میں جہاں چند احمدی رہتے ہوں جس حد تک توفیق ہو مسجد بنا دینی چاہئے۔ انگلستان کی جماعت بھی مثلاً اس طرح اگر چھوٹی چھوٹی مساجد کی طرف توجہ دے گی تو اس سے بہت برکت ہو گی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر مساجد کی غرض سے زمینیں لی جائیں اور وہاں باقاعدہ جب توفیق ملے خواہ چھوٹی مسجد بنائی جائے تو یہ جماعت کے استحکام کے لئے بہت اہم ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ ہدایت فرمائی تھی کہ اگر مسجدیں نہیں بنا سکتے تو مسجد کے لئے زمین لے چھوڑو، اس کے گرد احاطہ بنالو۔

حضور نے فرمایا کہ احادیث میں مسجد کی طرف چل کر جانا بھی باعث ثواب بتایا گیا ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنے کو رباط فرمایا گیا ہے۔ جس کا مطلب سرحدوں کی حفاظت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مسجد میں بیٹھے رہنے یا بار بار نماز کے لئے آنے کو رباط اس معنی میں کہا جاتا ہے کہ جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو اس پر شیطان نفوذ کر ہی نہیں سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ اصل روحانی سرحدوں کی حفاظت ہے۔ جس قوم کی روحانی سرحدوں کی حفاظت ہو اس کی دنیوی سرحدوں کی حفاظت بھی خدا تعالیٰ فرمایا کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے احادیث نبویہ کے حوالے سے مسجد کی خدمت کرنے والوں کی قدر افزائی، مسجد کے آداب، مسجد میں داخل ہوتے وقت اور اس سے باہر آتے وقت کی دعاؤں اور مساجد کی تعمیر سے متعلق آنحضرت ﷺ کے ارشادات وہدایات کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس سلسلہ میں ضروری تشریحات کرتے ہوئے احباب کو اہم نصائح فرمائیں۔

حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عالیہ کے حوالہ سے بھی مساجد کی ضرورت واہمیت کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ جس گاؤں یا شہر میں ہماری مسجد تعمیر ہو گئی تو سمجھ لو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ حضور نے جماعت انگلستان کو پھر نصیحت فرمائی کہ وہ بھی جماعت جرمنی کی طرح مساجد کی تعمیر پر بہت زور دیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ وہ سال ہے جس میں مساجد کی تعمیر کا غیر معمولی منصوبہ بنایا ہے۔ یہ سال غیر معمولی اہمیت کا سال اس لئے ہے کہ مجھے اللہ کے فضلوں سے بھاری امید اور توقع ہے کہ اس سال جماعت میں ایک کروڑ انسان داخل ہونگے۔ یہ بہت بڑی امید ہے مگر خدا کے ہاں کچھ بھی نہیں، وہ جتنے چاہے داخل فرمائے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں جماعتوں کو جو نصیحت کی گئی تھی ان میں سب سے زیادہ اہم یہ تھی کہ خدا کے گھر بنانے شروع کرو اور اس کثرت سے بناؤ کہ ان کو آباد کرنا چونکہ خدا کا کام ہے وہ آپ ہی لوگوں کو پکڑ پکڑ کر لائے گا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس منصوبے میں ابھی سے غیر معمولی برکت پڑنی شروع ہو گئی ہے۔ ایک ملک میں جہاں ہر سال چند سو کی تعداد میں اضافہ ہوا کرتا تھا ان کو جب یہ منصوبہ دیا تو پانچ ہزار کا ٹارگٹ تھا۔ انہیں کہا گیا کہ اس منصوبے کو مسجدوں کی تعمیر سے گانٹھ دو۔ چنانچہ ایک علاقہ میں پہلی خوشخبری یہ ملی کہ علاقے کا علاقہ جس میں ۲۵ ہزار افراد ہیں سارے کا سارا احمدیت کو خدا نے عطا کر دیا ہے۔ اور اللہ کے فضل کے ساتھ جو حالات ہیں توقع ہے کہ وہ ایک لاکھ نئے احمدی بنالیں گے۔ اس پہلو سے مساجد کی تعمیر ہمارے نزدیک بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ جہاں جہاں یہ آواز پہنچے گی جماعت اس خاص منصوبے پر گہری توجہ سے عمل کرے گی۔ حضور نے فرمایا کہ اس منصوبے کی باقی تفصیلات انشاء اللہ جلسہ پر جب یہ مضمون آئے گا تو بیان کی جائیں گی۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے مجلس مشاورت پاکستان کے حوالہ سے چند نصائح فرمائیں۔ حضور نے بتایا کہ پہلی مجلس مشاورت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اس زمانے کی تمام ضرورتوں کے لئے جتنے بھی نظام قائم ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ہو چکا تھا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۲۲ء میں اس نظام کو باقاعدہ طور پر جاری کر کے جماعت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ بعض سالوں میں شوریٰ نہیں ہو سکی مگر بعض سالوں میں ایک سے زائد مرتبہ بھی ہوئی۔ اور باقاعدہ شمار کے مطابق اب تک ۷۷ سال گزر چکے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ شوریٰ کا نظام اب ملکوں ملکوں میں عام ہو چکا ہے۔ اور اس کثرت سے پھیل چکا ہے کہ اس کا شمار ممکن نہیں۔ تمام دنیا میں مجالس شوریٰ اسی طرز پر قائم کی جارہی ہیں جس طرز پر ہم نے ورثہ میں پائی تھیں۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں جہاں اللہ کے فضل سے مساجد کا قیام ہوگا میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ انہی مساجد میں اپنی مجالس شوریٰ بھی منعقد کرنی شروع کر دیں۔ اگر مساجد کا قیام، نئی جماعتوں کا قیام اور ان مساجد میں شوریٰ کا نظام پہلو بہ پہلو چلیں تو حیرت انگیز طور پر جماعتیں مستحکم ہو جائیں گی۔

حضور نے تمام ممبران مجلس شوریٰ پاکستان کو کل عالمی جماعتوں کی طرف سے بھی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے تمام جماعتوں کی طرف سے دعاؤں کا تحفہ پیش کیا۔ اور فرمایا کہ تمام بیرونی جماعتیں آپ کے لئے دعا کرتی ہیں آپ بھی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضور نے خصوصیت سے حسب ذیل دعائیں التزام کے ساتھ پڑھنے کی نصیحت فرمائی:

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْن.

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِى اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْن.

رَبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِى مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْراً

حضور نے فرمایا کہ یہ دعا کرتے ہوئے ساری جماعت کی نمائندگی کو نہ بھولیں۔ اس دعا کی گہرائی میں اتر کر توجہ سے یہ دعا کریں۔ اللہ آپ کو تمام مشکلات سے نجات عطا فرمائے۔ اور اپنے فضل سے سلطان نصیر عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ امید ہے کہ ان دعاؤں کی برکت سے ہم تمام دنیا پر وہ عظیم الشان روحانی فتح حاصل کر سکیں گے جو جماعت کے مقدر میں لکھی جا چکی ہیں مگر اس مقدر کو کمانا ہمارا کام ہے۔ یہ وہ مقدر ہے جسے خلوص کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ کمایا جائے گا۔

ضروری اعلان

۱۴ ستمبر ۱۹۹۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرنچ زبان کے پروگرام سوال وجواب کے دوران ایک دوست کے سوال پر کہ Psychokinesis کو سائنس دان نہیں مانتے، حضور نے جو جواب ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض سائنس دان نہیں مانتے مگر دوسرے سائنس دان مانتے ہیں۔ یہ ایک سائنٹفک حقیقت ہے تاہم احمدی سائنس دانوں کو چاہئے کہ خود اس پر تجربات کریں اور سائنٹفک بنیادوں پر اس کو ثابت کریں۔

Psychokinesis سے مراد ہے کہ ذہنی و نفسیاتی طاقت (Energy) سے مادہ (Matter) کو متاثر کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ذہنی توجہ سے اور ذہن کی طاقت سے بغیر مادی طاقت استعمال کئے ٹھوس مادی چیزوں میں حرکت پیدا کی جاسکتی ہے، ان کو توڑا جاسکتا ہے یا ان کی شکل تبدیل کی جاسکتی ہے۔ وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس علم کو تسلیم کیا ہے اور الہامی بنیاد پر اس کا نام عمل الترب رکھا ہے (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۹)۔ بعض احمدی احباب Psycho-kinesis کا مشاہدہ کر چکے ہیں اور بعض خود صاحب تجربہ ہیں۔ اعلان ھذا کے ذریعہ تمام احمدی احباب خصوصاً سائنس دانوں اور دلچسپی و تجربہ رکھنے والے دوستوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ اپنے سابقہ مشاہدات اور تجربات خاکسار کو بھجوائیں۔ نیز احمدی ماہرین اور سائنس دان اس سلسلہ میں مزید تجربات کریں۔ اس کا ریکارڈ رکھیں اور خاکسار کو بھجوائیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات احباب کی دلچسپی کا موجب ہو گی کہ اس وقت دنیا بھر میں Psychokine-sis میں صرف ماہرین نفسیات ہی نہیں ماہرین نباتات اور ماہرین طبیعات بھی بڑے انہماک سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ مرکز میں متعلقہ معلومات "ادارہ تحقیق عمل الترب" جمع کر رہا ہے۔

(وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ۔ برائے "ادارہ تحقیق عمل الترب")

احمدی سائنس دانوں اور ماہرین کو ایک خاص تحریک
سائیکو کینائسز (Psychokinesis)
یا "عمل الترب"

(حمید اللہ، وکیل اعلیٰ تحریک جدید برائے "ادارہ تحقیق عمل الترب")

۱۴؍ستمبر ۱۹۹۸ء کو ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے فرنچ زبان کے ایک پروگرام سوال و جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ ٹیلی کینائسز (Telekinesis) یعنی ذہنی قوت سے کسی مادی چیز کو حرکت دینے کے متعلق ٹیلی ویژن پر ایک پروگرام نشر ہوا ہے جس میں آخرکار یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ اس طرح کی کوئی قوت موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس طرح کے بیان کئے گئے واقعات کی کوئی سائنسی توضیح ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر عرض کیا گیا کہ یہ بات امریکن سائنس دانوں کی ایک جماعت نے کہی ہے۔

امریکن سائنس دانوں میں اختلاف

اس سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے نہایت جامع جواب ارشاد فرمایا کہ "امریکن سائنس دانوں کی دیگر متعدد جماعتیں اس کے قطعی برعکس کہتی ہیں۔ آپ کس پر یقین کریں گے؟ آپ جانتے ہیں کہ دنیا دو بڑے گروہوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ دونوں گروہ ایک ہی مشاہدہ سے نتائج بالکل مختلف اخذ کرتے ہیں۔ یہاں بھی وہی معاملہ ہے"۔

حضور نے فرمایا کہ "میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ان میں سے کسی پر یقین کرنے کی بجائے ہمیں اپنے نقطۂ نظر سے خود تحقیقات کرنا چاہئے کیونکہ عین ممکن ہے کہ کچھ لوگ اپنی من پسند سوچ کے مطابق جلد بازی سے کوئی نتیجہ اخذ کریں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ لوگ ایسے مظاہرے میں بصری فریب مانتے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسا مظاہرہ ٹی وی پر نشریاتی دھوکہ دہی ہو"۔

احمدی سائنس دانوں اور ماہرین کو تحریک

فرمایا: "بہت سارے واقعاتی شواہد ہیں جن کی وضاحت آسان نہیں۔ بدقسمتی سے ایسے واقعات کا سائنس دانوں کی غیر جانبدار جماعتوں نے کبھی مطالعہ نہیں کیا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے نقطۂ نظر کے مطابق خود ایسے تجربات اکٹھے کرنے چاہئیں۔ طبعاً احمدی سائنس دان غیر جانبدار اور صاف گو ہونگے۔ چنانچہ ان کے جمع کردہ دستاویزی حقائق کو یقینی انداز میں شائع کیا جاسکتا ہے اور ایسا کر گزرنا بلا شبہ سائنس اور سائیکو کینائسز (Psychokinesis) کے سلسلہ میں گرانقدر خدمت ہوگی"۔

چند مصدقہ شواہد

اس مرحلہ پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ "اب میں کچھ ایسے شواہد کی نسبت بتاتا ہوں جو یقیناً چند قابل اعتبار احمدیوں کے ذریعہ حاصل ہوئے مگر افسوس کہ یہ سائنس دانوں کے تنقیدی جائزہ کے لئے میسر نہیں تھے"۔ حضور ایدہ اللہ نے محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کا بیان کردہ واقعہ پیش فرمایا......... "اس واقعہ کو دیکھنے والے کئی اور بھی گواہ موجود تھے جس کی میں نے خود بھی تحقیق کی اسلئے یہ واقعہ صرف ایک ذریعہ سے مذکور نہیں بلکہ متعدد لوگوں نے اسے دیکھا۔ لہٰذا آپ اسے من گھڑت بات نہیں کہہ سکتے اس لئے جہاں تک ہمارا تعلق ہے یہ ایک مصدقہ بات ہے"۔

مری میں ایک ڈاکٹر ہوا کرتے تھے جنہیں یہ ماورائے حواس قوت (E.S.P) حاصل تھی۔ یہ قوت بعض لوگوں میں خداداد ہوتی ہے یعنی وہ اس کے لئے کوئی تگ ودو نہیں کرتے۔ ڈاکٹر صاحب کا بھی یہی معاملہ تھا تاہم انہوں نے اس کی مشق کی اور محسوس کیا کہ ان میں یہ قوت پائی جاتی ہے۔ پھر انہوں نے اس سلسلہ میں طویل ریاضت کی جس پر وقت بھی بہت خرچ ہوتا اور صحت پر بھی گہرا اثر پڑتا تھا۔

ہر تجربہ پر ڈاکٹر صاحب موصوف کا کچھ وزن کم ہو جاتا گویا ان کی کچھ قوت اس چیز میں منتقل ہو جاتی جس پر وہ توجہ مرکوز کرتے۔ مگر یہ ہوتا کس طرح تھا اسکی سائنس دان کوئی توضیح نہیں کر سکتے حتیٰ کہ وہ سائنسدان جو ایسے تجربات کو یقیناً جانتے ہیں اور میں نے ان کی بکثرت کتابیں پڑھی ہیں۔ حالانکہ وہ بڑے پایہ کے سائنس دان ہیں مگر وضاحت کی بات آئی تو وہ کوئی توضیح نہیں کر سکے۔ چنانچہ اب تک یہ دریافت نہیں ہو سکا کہ ایسا کیوں اور کیسے وقوع پذیر ہوتا ہے۔

ایک معین واقعہ

حضور نے فرمایا کہ "اب میں معین طور پر بتاتا ہوں کہ انہوں نے کیا تجربہ کیا۔ وہ ڈاکٹر میاں صاحب کا دوست تھا اور بعض دیگر دوستوں اور عزیزوں کے سامنے اس نے اپنی اس قوت کا مظاہرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے بعض چیزوں مثلاً چمچ پر اپنی توجہ مرکوز کی اور وہ چمچ اوپر بلند ہو کر صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کی طرف حرکت کرنے لگا مگر جونہی ڈاکٹر نے توجہ کا عمل روکا، چمچ گر گیا۔

انتہائی حیرت انگیز چیز جو اس قسم کے اور لوگوں سے میں نے دیکھی نہ سنی۔ وہ اتنا اس قوت میں ماہر تھا کہ چینی کی پلیٹ تک کو اٹھا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے مرکوز عمل سے چینی کی ایک پلیٹ (فضا میں) بلند کی جو محترم میاں صاحب کی طرف حرکت کرنے لگی جو میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ جونہی یہ پلیٹ میز کو عبور کرتے ہوئے دوسری طرف پہنچی وہ ڈاکٹر اپنی توجہ برقرار نہ رکھ سکا۔ یہ عمل انتہائی مشقت طلب تھا اور پلیٹ بھی اتنی وزنی تھی کہ تمام تر ذہنی قوت سے وہ اسے سہار نہ سکا۔ چنانچہ پلیٹ نیچے گری اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے"۔

بحث طلب مسئلہ

حضور نے فرمایا کہ "اب ہمارے سامنے یہ ایک ٹھوس ثبوت ہے کیونکہ ایسے لوگوں کا اپنی قوت توجہ کو استعمال میں لانا عین ممکن ہے۔ سائنس دان اس قسم کے نظام توجہ کو نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب کیمرہ تصویر کشی کرتا ہے تو وہ بھی ایسی فلم بنا لیتا ہے۔ پس ایسا محض عمل توجہ کے اثر سے نہیں ہوتا بلکہ یہ ابھی تک بحث طلب مسئلہ ہے۔ میرا مطلب ہے کہ لوگ اس کی تائید اور مخالفت دونوں طرح کی باتیں کر رہے ہیں تاہم میں تو ایک معین واقعہ کی بات کر رہا ہوں۔ اس کی کیمرہ سے تصویر کشی نہیں ہوئی نہ ہی اس میں کسی چالاکی کا دخل ہے۔ مگر پلیٹ نیچے گری اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ پھر انہوں نے وہ ٹکڑے جمع کئے جو کبھی اپنی اصلی حالت میں جوڑے نہ جاسکے"۔

دربارِ فرعون کے جادوگر

فرمایا کہ "جہاں تک فرعون کے دربار میں جادوگروں کا معاملہ ہے، انہوں نے لوگوں کی نظروں کو فریب دیا یا مسحور کر دیا۔ اور جب اس سحر یا فریب کو الٰہی قدرت نے توڑ دیا تو تمام چھڑیاں، لاٹھیاں اور رسے اپنی اصلی شکل میں لوٹ آئے۔ پس دیکھیں کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس کے حق میں یہ ٹھوس ثبوت ہے"۔

مزید تجربات کی دعوت

اس جواب کے آخر میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مزید سائنسی تجربات کی ضرورت ہے تاکہ ویڈیو گرافی کے ذریعہ ہر چیز کے متعلق ہمیں سو فیصد یقین ہو جائے۔ آپ نہیں جانتے کہ وہ کیا کیا کرتب (یا فریب) دکھا سکتے ہیں۔ بعض اوقات وہ کہتے ہیں کہ ویڈیو کیمرہ اس واقعہ کی منظر کشی کر رہا ہے حالانکہ انہوں نے اس واقعہ کو ریکارڈ کر رکھا تھا۔ یہ سب کچھ تو ایسے ہی چلتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیں خود اپنے ہی تجربات کرنے چاہئیں جن میں سو فیصد ایمانداری موجود ہو"۔

ہمارا نقطۂ نظر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ٹیلی کینائسز کے متعلق اس اہم سوال کا نہایت جامع جواب دیتے ہوئے تحریک فرمائی کہ:

"ہمیں اپنے نقطۂ نظر کے مطابق خود ایسے تجربات اکٹھے کرنے چاہئیں۔ طبعاً احمدی سائنس دان غیر جانبدار اور صاف گو ہونگے۔ چنانچہ ان کے جمع کردہ دستاویزی حقائق کو یقینی انداز میں شائع کیا جاسکتا ہے اور ایسا کر گزرنا بلا شبہ سائنس اور سائیکو کینائسز کے سلسلہ میں گرانقدر خدمت ہوگی"۔

اب سوال یہ ہے کہ ہمارا نقطۂ نظر کیا ہے؟ خوش قسمتی سے بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہمارا نقطۂ نظر خوب واضح ہے۔ آپؑ کی معروف کتاب ازالہ اوہام بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۱ سے ۲۶۳ تک حاشیہ میں ایک تفصیلی نوٹ سے چند اقتباسات ذیل میں درج ہیں تاہم مضمون کو پوری طرح سمجھنے کے لئے مکمل نوٹ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ آپ نے اس علم اور فن پر تبصرہ کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السلام کی دعا اور معجزات کا امتیاز بھی واضح فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ الہامی طور پر آپ کو اس کا نام **عمل الترب** بتایا گیا ہے۔ اس موضوع پر آپ کے ارشادات آپ کی بعض دیگر کتب اور ملفوظات میں بھی بیان ہیں۔

ا...... "عمل الترب" الہامی نام ہے:

"یہ جو میں نے مسمریزی طریق کا عمل الترب نام رکھا......... یہ الہامی نام ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ عمل الترب ہے اور اس عمل کے عجائبات کی نسبت یہ بھی الہام ہوا" هٰذا هُوَ التِّربُ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُوْنَ" یعنی یہ وہ عمل الترب ہے جس کی اصل حقیقت کی زمانہ حال کے لوگوں کو کچھ خبر نہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ اپنی ہر یک صفت میں واحد لاشریک ہے اپنی صفات الوہیت میں کسی کو شریک نہیں کرتا"۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۹)

"عمل الترب" پر "تذکرہ" میں اہم نوٹ

تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۱۸۰ پر ایک اہم تشریحی نوٹ درج ہے جو من و عن پیش خدمت ہے:

"ترب کے معنی لغت میں ہم عمر یا مثیل کے لکھے ہیں۔ مگر اس لفظ میں تراب کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "وَاَمَّا التُّرَابُ فَاعْلَمْ اَنَّ هٰذَا اللَّفْظُ مَاخُوْذٌ مِن لَفْظِ التِّرْبِ. وَ تِرْبُ الشَّیءِ الَّذِی خُلِقَ مَعَ ذٰلِكَ الشَّیْءِ عِنْدَ اَهْلِ العَرَبِ. وَقَالَ ثَعْلَبُ تِرْبُ الشَّیْءِ مِثْلُهٗ وَمَا شَابَه شَیْئًا فِی الحُسْنِ وَالبَهَاءِ. فَعَلٰی هٰذَیْنِ المَعْنَیَیْنِ سُمِّیَ التَّرابُ تَرَابًا لِکَوْنِهَا فِی خَلْقِهَا تِرْب السَّمَآءِ. فَاِنَّ الاَرْضَ خُلِقَتْ مَعَ السَّمَآءِ فِی ابْتِدَاءِ الزَّمَانِ. وَ تَشَابَهَا فِی اَنْوَاعِ صُنع اللّٰهِ الْمَنَّانِ"۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۶۲، ۲۶۳ حاشیہ)

(ترجمہ از مرتب): لفظ تراب ترب سے

ماخوذ ہے اور عربوں کے نزدیک ترب الشئی کے معنی ہیں وہ چیز جو اس کے ساتھ پیدا ہو۔ اور ثعلب کا قول ہے کہ کسی چیز کی ترب وہ ہے جو خوبی میں اس کی مانند ہو۔ پس ان دونوں معنوں کی رُو سے مٹی کا نام تراب اس لئے رکھا گیا کہ وہ پیدائش میں آسمان کی ہم عمر یا مثیل ہے کیونکہ زمین ابتدائی زمانہ میں آسمان کے ساتھ ہی پیدا ہوئی ہے۔ اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صنعت کے اقسام میں مشابہ ہیں"۔

پس اس رُو سے وحی الٰہی میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ علم زمینی ہے نہ کہ آسمانی۔ اسے وہی لوگ استعمال کرتے ہیں جو روحانیت سے کم حصہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :

"اولیاء اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔ مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان مشقوں میں مبتلا ہو گئے تھے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۰ حاشیہ)

اور علم الترب یا مسمریزم وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان بعض طبعی قواعد کے تحت اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر کسی حد تک انہیں گویا اپنے مماثل کر دکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک مسمریزم دوسرے شخص سے وہی بات کہلواتا یا دکھلاتا ہے جو خود کہتا یا دیکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ اس علم کی قوت سے بے جان چیزوں سے بھی وہ حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ چونکہ اس علم میں روح طبعی سے کام لیا جاتا ہے اور یہ کسی حد تک اپنی ظاہری صورت میں روحانی علم سے مشابہت رکھتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لئے گویا اس کا مثیل ہے۔ مگر دراصل یہ زمینی ہے نہ کہ آسمانی جس کا وحی الٰہی نے انکشاف فرمایا۔ حقیقت میں اس علم کا روحانیت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ایک دنیادار اور بدعمل انسان بھی اس علم میں ویسے ہی مہارت پیدا کر سکتا ہے جیسے مومن متقی۔

ترب کے دوسرے معنی ہم عمر کے ہیں۔ جب ہم عمل الترب کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو اسکی عمر بھی مذہب کی ہم عمر معلوم ہوتی ہے۔ جب سے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہو کر آسمانی تعلیم پیش فرماتے رہے ہیں انکے مقابل مادی علوم کے دلدادے نفسیاتی علوم کے ان شعبدات کے ذریعہ ہمیشہ عوام کو اپنی طرف مائل کر کے آسمانی تحریک سے روکتے رہے ہیں اور اپنے زمانہ کے نبی کو بھی انہی زمینی علوم کا حامل ظاہر کر کے اسے ساحر کہتے آئے ہیں۔ (مرتب)

عمل الترب کے عجائبات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :

"عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ انسان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہے ڈال سکتی ہے۔ تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں۔ راقم رسالہ ہذا نے اس علم کے بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا ہے جو انہوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھ کر ایسا اپنی حیوانی روح سے اسے گرم کیا کہ اس نے چارپایوں کی طرح حرکت کرنا شروع کر دیا اور کتنے آدمی گھوڑے کی طرح اس پر سوار ہوئے اور اس کی تیزی اور حرکت میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اس فن میں کامل مشق رکھنے والا مٹی کا ایک پرندہ بنا کر اس کو پرواز کرتا ہوا بھی دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہا ہے اور جبکہ ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانداروں کی طرح چلنے لگتا ہے تو پھر اگر اس میں پرواز بھی ہو تو بعید کیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جاوے وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے۔ صرف عامل کے روح کی گرمی بارود کی طرح اس کو جنبش میں لاتی ہے"۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۶)

ب...... :"اس جگہ یہ بھی جاننا چاہئے کہ سلب امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈالنا در حقیقت یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں۔ ہر یک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے رہے ہیں اور مفلوج، مبروص، مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہے ہیں۔ جن لوگوں کے معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقراء نقشبندی و سہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق گزرے ہیں کہ صدہا بیماروں کو اپنے یمین و یسار میں بٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن عربی صاحب نے بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان مشغلوں میں مبتلا ہو گئے تھے"۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۷)

ج......"ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے پھونک کی ہوا میں وہ قوت پیدا ہو جائے جو اس دخان میں پیدا ہوتی ہے جس کی تحریک سے غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے۔ صانع فطرت نے اس مخلوقات میں بہت کچھ خواص مخفی رکھے ہوئے ہیں۔ ایک شریک صفات باری ہونا ممکن نہیں اور کونسی صنعت ہے جو غیر ممکن ہے"۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۶۲)

انبیاء علیہم السلام کی دعا اور معجزات

الف......:"توجہ اور انبیاء علیہم السلام کی دعا میں عظیم الشان فرق ہوتا ہے وہ توجہ جو مسمریزم والے کرتے ہیں وہ ایک کسب ہے اور وہ توجہ جو دعا سے پیدا ہوتی ہے ایک موہبت الٰہی ہے۔ نبی جبکہ بنی نوع کی ہمدردی سے متاثر ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی فطرت کو ہمہ توجہ بنا دیتا ہے اور اس میں قبولیت کا نفخ رکھ دیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۹۱)

ب......:"معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور امید سے بڑھ کر ایک اپنے رسول کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے اور اس کے مخالفین کی عجز اور مغلوبیت جتلانے کی غرض سے اپنے ارادہ خاص سے یا اس رسول کی دعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسے طور سے جو اس کی صفاتِ وحدانیت و تقدس و کمال کے منافی و مغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی وکالت یا کارسازی کا اس میں کچھ دخل نہ ہو"۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۶۱)

ج......: بہت لوگ اس وسوسہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مردہ زندہ ہو جائے یا کوئی جماد جاندار بن جائے تو اس میں کون سا شرک ہے۔ ایسے لوگوں کو جاننا چاہئے کہ اس جگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں اور دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہوتا ہے اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے وہ فعل الٰہی ہوتا ہے نبی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا اور نبی خواہ دعا کرنے کے بعد فوت ہو جائے نبی کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی اس میں کچھ حاجت نہیں ہوتی۔ غرض نبی کی طرف سے صرف دعا ہوتی ہے جو کبھی قبول اور کبھی ردّ بھی ہو جاتی ہے۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۶۲)

دلچسپی رکھنے والے احباب

سیدنا حضرت مسیح موعود کے ارشادات میں اس علم کے خدوخال واضح ہیں۔ دوسری طرف سائنسدان اور مختلف علوم کے ماہرین نت نئی معلومات سامنے لا رہے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں نفسیات، حیاتیات، طبیعات نیز علم توجہ، مسمریزم اور ہپناٹزم وغیرہ میں دلچسپی رکھنے والے دوست بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں حضور کی منظوری سے "ادارہ تحقیق عمل الترب" کے نام سے خاکسار کی زیر نگرانی معلومات جمع کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ جو احباب اس بارہ میں کچھ معلومات یا تجربہ رکھتے ہیں وہ اپنی معلومات اور تجربات سے مطلع فرمائیں تا کہ مصدقہ اور قابل اعتبار حقائق و شواہد ایک جگہ جمع ہو سکیں۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۲ر مارچ ۱۹۹۹ء بروز سوموار قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم محمد افضل بٹ صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ آپ مکرم نسیم افضل بٹ صاحب (نائب سیکرٹری امور عامہ، یو۔کے) اور مکرم محمود افضل بٹ صاحب آف کرائیڈن کے والد تھے۔

اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

☆......مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب : آپ ۱۹ر مارچ کو ہائی بلڈ پریشر اور دیگر عوارض کی وجہ سے ۸۲ سال کی عمر میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے ساری عمر خدمت دین میں گزاری۔ نائیجیریا اور سیرالیون میں بطور امیر جماعت کام کیا۔ مرکزی دفاتر میں بھی بطور وکیل کام کیا۔ الفضل کے ایڈیٹر رہے۔ آپ ایک اچھے صحافی اور ممتاز شاعر اور منجھے ہوئے مقرر تھے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ مکرم عطا محمد صاحب صحابیؓ کے بڑے بیٹے تھے۔

☆......مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان آف ڈیرہ غازی خان۔

آپ ایک بزرگ سیرت، صاحبِ علم، مخلص فدائی احمدی تھے۔ روزنامہ الفضل ربوہ میں اکثر چھوٹے چھوٹے فقرات پر مشتمل بڑے عمدہ تربیتی مضامین لکھا کرتے تھے۔ آپ نے تقریباً ۹۰ سال عمر پائی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جلسہ سالانہ
جماعت احمدیہ برطانیہ

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ :

۳۰ر، ۳۱ر جولائی و یکم اگست ۱۹۹۹ء

بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار

اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے) میں منعقد ہوگا۔

Koln شہر میں آپ کی اپنی دکان
انصاف ایشین شاپ
انبالہ کی لذیذ مٹھائیاں، تازہ سبزیاں، چاول، دالیں
اور دیگر مصالحہ جات بارعایت خرید فرمائیں
Alexianer Str.2
50676 Koln
Tel/Fax: (0221)-236406

خطبہ جمعہ

آیت الکرسی کے فضائل اور اس میں موجود مضامین کا نہایت روح پرور بیان

علوم کے جو باب تاریخ نے ہمارے سامنے کھولے ہیں ہر نئے باب کے کھلنے کا اس آیت کریمہ سے تعلق ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۲/ فروری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲/ تبلیغ ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اَللّٰهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّومُ لاَ تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلاَ نَوْمٌ. لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الاَرْضِ. مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلاَّ بِاِذْنِه. یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلاَ یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِه اِلاَّ بِمَا شَآءَ . وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الاَرْضَ وَلاَ یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾.

(سورة البقره :۲۵۶)

اَللّٰهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ یہاں سب سے پہلے لفظ اَللّٰه رکھا گیا ہے اور اسی لفظ کی تشریح ہے پھر۔ یہ اسم باری تعالیٰ ہے جس کے آگے تمام آیت الکرسی اسی لفظ اَللّٰه کی مختلف صفات پر روشنی ڈالنے والی ہے۔ صرف اللہ۔ اس کا ایک ترجمہ یہ ہو سکتا ہے۔ بس اللہ ہی اللہ ہے۔ اور ایک وہ ترجمہ بھی جو ہمارے ہاں بخدا درویشوں کی زبان پر ہمیشہ سے جاری رہا ہے۔ اللہ ہی اللہ، اللہ ہی اللہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب انسان دعا سے بھی عاجز آ چکا ہو اتنا بیمار ہو اور کچھ پیش نہ جائے تو اسکے منہ سے اللہ ہی نکلتا ہے پھر۔ اور وہی اس کے لئے دعا بن جاتی ہے۔ میرے نزدیک سب دعاؤں سے زیادہ جامع دعا لفظ "اللّٰه" ہے اور بیمار بھی اللہ ہی اللہ کہتا رہتا ہے۔ پس آیت الکرسی میں جو مضامین بھی بیان ہوئے ہیں وہ لفظ اللہ کے تابع ہیں۔ اللہ کا اسم ذاتی بھی اللہ ہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ لیکن جہاں جہاں بھی حسب موقع ضرورت پیش آئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے بھی آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ سب سے پہلے تو ترجمہ مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ زندہ اور قائم بالذات ہے۔ الحی، القیوم، زندہ ایسا زندہ نہیں جسے کسی اور نے زندہ رکھا ہوا ہے۔ القیوم کے ساتھ الحی لفظ کو باندھ دیا گیا ہے یعنی خود زندہ ہے اور قائم بالذات ہے۔ لاَ تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلاَ نَوْمٌ یہ اس کا ایک طبعی تقاضا ہے، الحی القیوم کا کہ اس کے بعد لاَ تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلاَ نَوْمٌ کا ٹکڑا آنا چاہئے تھا۔ اسے نہ تو اونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ جو قائم بالذات ہو اسے نیند آ ہی نہیں سکتی۔ نیند کا نہ آنا تو انسان کی بیماری ہے، اس کی کوئی اعلیٰ صفت نہیں ہے۔ نیند کا آنا ثابت کرتا ہے کہ انسان تھک چکا ہے۔ اور اس کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے کچھ دیر کے لئے اس کو نیند چاہئے اور اونگھ بھی نیند ہی کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے سنة کو پہلے رکھا گیا کہ نہ تو اسے اونگھ پکڑتی ہے، نہ نیند۔ جیسے کہ انسان بہت تھک جائے اور مزید توجہ کے ساتھ کام نہ کر سکے تو اونگھتا رہتا ہے۔ کاموں میں اونگھتا ہے اور پھر بوریت کے نتیجے میں بھی اونگھتا ہے۔ بعض دفعہ انسان تھکا ہوا نہ بھی ہو مگر ایسی مجلس میں بیٹھا ہو جس مجلس میں بیٹھنا اس کے لئے بوریت پیدا کرتا ہے مثلاً دینداروں کی مجلس میں وہ لوگ جو بے دین ہوں اور جو باتیں سمجھ سکتے ہوں مگر پھر بھی بیٹھے اونگھتے رہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ان باتوں میں دلچسپی کوئی نہیں ہے۔ دلچسپی زندہ رکھتی ہے اور دلچسپی اونگھ کا علاج بھی ہے۔ تو ان آیات کا باہمی تعلق اس طرح بنے گا کہ اسے تو ہر چیز میں جو اس نے پیدا کی ہے دلچسپی ہے اگر وہ اونگھے گا تو کائنات مٹ جائے گی۔ اور کائنات کا سہارا ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک لمحہ بھی اس سے غفلت برتے گا تو کائنات کا وجود باقی نہیں رہے گا۔ اور غفلت نہ برتنے کا ایک طبعی عمل ہے جس میں زیادہ توجہ کی ضرورت نہیں کہ خدا زور لگا رہا ہے کہ غفلت نہ برتوں۔ بلکہ چونکہ اسی کی چیز ہے اس لئے اپنی چیز کی ہمہ وقت حفاظت کے لئے انسان طبعاً مائل ہو جاتا ہے اور ایسا شخص جس کو اس کے لئے محنت اور تکلیف نہ اٹھانی پڑے وہ کیوں نہ مائل رہے تو لاَ تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ اسے ایک لمحہ کے لئے بھی اونگھ نہیں پکڑتی کیونکہ ہمہ وقت وہ اپنی مخلوقات میں دلچسپی رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کی دلچسپی کا فقدان کائنات کے لئے موت ہے۔ اور اس نے چونکہ ایک ارتقائی نظام جاری کیا ہے جو ازل سے ابد تک جاری ہے اس کی ساری کائنات صرف ہم ہی تو نہیں جو اس دنیا میں ہیں۔ پس ازل سے کتنی ہی کائناتوں کا مالک چلا آیا ہے۔ کتنی ہی کائناتوں کو زندگی بخشتا رہا ہے اور یہ تسلسل ٹوٹ نہیں سکتا۔ اگر خدا کی ذات میں ازلیت ہے اور ابدیت ہے تو اس کی مخلوقات میں بھی اس کی بناء پر ازلیت اور ابدیت ہو گی۔ پس وَلاَ نَوْمٌ اُونگھ کی اگلی شکل ہے۔ نوم کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ اسے عربی میں کہا جاتا ہے کہ النَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ۔ موت کی بہن ہے اور موت انسانوں کے لئے آرام کی جگہ ہے۔ انسان اپنی زندگی گزار کے جب تھک جائیں تو پھر وہ موت کو طلب کرتے ہیں ایک نعمت اور راحت کے طور پر۔ اس لئے موت کی شکل نیند ہے، نیند میں بھی وقتی طور پر وہ راحت مل جاتی ہے۔ پس اگر کسی کو نیند آئے اگرچہ بیمار خواتین بھی میرے پاس آتی ہیں اور بعض بیمار مرد بھی ایسے آتے ہیں جو پاگل پن کے قریب پہنچ جاتے ہیں اور بعض پاگل ہو بھی جاتے ہیں کہ ان کو نیند نہیں آتی حالانکہ نیند موت ہی کی تو ایک شکل ہے۔ زندگی شعور کا نام ہے۔ زندگی ہمہ وقت چیز کو دیکھنے اور سمجھنے کا نام ہے تو کیوں وہ سو جانا چاہتے ہیں دراصل وہ موت ہی کی ایک قسم چاہتے ہیں۔ اور جب نیند نہ آئے تو موت کی دعائیں کرتے ہیں اور بعض دفعہ کہتے بھی ہیں کہ ہمارے لئے اب موت کی دعا کرو نیند نہیں آ رہی۔ یعنی موت نہیں آ رہی اس لئے موت کی دعا کرو۔ یہ ایک ہی لفظ کے دو متبادل اظہار ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جسے کوئی اونگھ تک نہیں آتی اسے نوم کیسے آئے گی۔ اور نوم آرام اور راحت کا دوسرا نام ہے۔ تھکے ہوئے آدمی کو ضرورت پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز تھکاتی نہیں کیونکہ وہ ازل سے ابد تک رہے گا اور اس میں یہ ایک گہری حکمت ہے کہ اسے کوئی چیز تھکاتی کیوں نہیں۔ تھکانے کے لئے تبدیلیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جس ذات میں تبدیلی کوئی نہ ہو وہ تھک سکتی ہی نہیں۔ تمام سائنسدان اس پر متفق ہیں۔ کوئی عقل والا اس سے اختلاف کر ہی نہیں سکتا کہ انسانی زندگی میں ہمہ وقت تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور وہی تبدیلیاں ہیں جو دراصل انسان کو بوڑھا کرتی چلی جاتی ہیں، اسے تھکا دیتی ہیں، اور بالآخر موت کی طرف اس کی حرکت ہوتی ہے یعنی اس کا آخری رخ موت ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق میں نے پہلے بھی ایک خطبہ میں تفصیل سے بیان کیا تھا کہ آپ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ خدا کی ذات میں تبدیلی کوئی نہیں۔ جہاں اس کی ذات کے ساتھ تبدیلی کا تصور باندھیں گے وہیں خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک تبر رکھ دیں گے۔ یعنی آپ تو نہیں تبر رکھ سکتے مگر آپ کے تصور میں جو خدا ہے وہ ختم ہو جائیگا۔ یعنی جہاں تبدیلی آئے وہاں خدا کا وجود ختم۔ جس کا مطلب ہے وہ تھک بھی جائے گا۔ تبدیلی تھکاوٹ کو چاہتی ہے اور تبدیلی کے نتیجہ میں لازماً پھر یا گہری نیند آنی چاہئے یا موت واقع ہو جانی چاہئے۔

پس خدا کی ذات ہر تبدیلی سے پاک ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس کو دنیا کے عظیم ترین فلسفیوں نے بھی اٹھایا ہے اور اس سے نپٹتے نپٹتے تھک گئے ہیں اور پہلے بھی ایک دفعہ میں نے بیان کیا تھا کہ سب سے اعلیٰ

بات جو فلسفے کی دنیا میں سب سے چوٹی کی بات کہی گئی ہے اس معاملہ میں وہ یہ ہے کہ خدا وجہ اول ہے اور وجہ اول ہونے کی وجہ سے اس میں تبدیلی ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ تبدیلی ہو تو وہ وجہ اول نہیں بنتا۔ یہ ایک پیچدار فلسفیانہ مسئلہ ہے جسے اکثر لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ یا بچے اور جوان اس کو نہیں سمجھ سکیں گے جن کو پہلے سے ہی فلسفہ میں دلچسپی نہ ہو وہ اس مضمون کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر اتنا یقینی امر ہے اسے سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ جو ذات تبدیل ہو گی وہ کم و بیش ہو گی اور گھٹے گی اور بالآخر اس کی قوت ختم ہو جائے گی۔

پس خدا تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے دائمی قوت رکھتا ہے اور اس کی دائمی قوت کائنات کے دائمی وجود کی وجہ سے بنتی ہے۔ سورۃ البقرہ میں آیت الکرسی پر ذرا غور کریں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ کتنی عظیم الشان آیت ہے۔ اس آیت کو سمجھ لیں تو ساری کائنات کا وجود سمجھ آجاتا ہے۔ اس آیت کو سمجھ جائیں تو خدا تعالیٰ کو اگرچہ انسان سمجھ تو نہیں سکتا مگر اس کے تعلق میں جتنا بھی اس پر خدا روشن ہو سکتا ہے وہ اس آیت الکرسی سے روشن ہو جائے گا۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وہ مالک ہے جو کچھ بھی زمین و آسمان میں ہے اسی کا ہے۔ یہ بھی اس آیت کے پہلے ٹکڑوں کا ایک طبعی نتیجہ ہے جو نکالا گیا ہے۔ اگر اس کا ہے تو وہ اس کا خیال کرے گا۔ اور اسے اونگھ نہیں آتی اور نیند نہیں آتی کیونکہ اس کا ہے سب کچھ اور اسے اس نے زندہ رکھنا ہے۔

مَنْ ذَاالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کر سکے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ جب سب کچھ اسی کا ہے تو ان کو بخشنا بھی تو اسی کا فیصلہ ہو گا۔ اور اگر بخشنا اسی کا فیصلہ ہے تو اس کی مرضی کے خلاف کوئی شفاعت کیسے کر سکتا ہے۔ پہلے وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کسی کے لئے بخشش مقدر ہے یا نہیں یا بخشش مناسب ہے کہ نہیں۔ اور جن کے گناہ بخشنے کے متعلق وہ فیصلہ فرمالیتا ہے کہ یہ اس لائق ہیں کہ کمزوریوں کے باوجود ان کمزوریوں کے نتیجہ سے ان کو محفوظ رکھا جائے جو عذاب ہے تو یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کسی انسان میں کمزوریاں نہ ہوں۔ بشریت کمزوری ہی کا دوسرا نام ہے۔ پس بشری کمزوریاں ہوں یا بالارادہ عصیان ہو دونوں صورتوں میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے جس کی ملکیت سب کچھ ہے کہ اس میں سے کس کو میں نے معاف کر دینا ہے، کس کو نہیں کرنا۔ اب لفظ ملکیت کا معافی سے بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ عادل بعض گناہ بخش نہیں سکتا اور جو مالک ہے وہ جو چاہے کرے اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ جس چیز کو چاہے بخش دے مگر جو چاہتا ہے وہی چاہتا ہے جو حکمت پر مبنی ہو۔ اس لئے شفاعت کا مضمون یہاں مختصراً یوں بیان ہوا مَنْ ذَاالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔

اب مَنْ کے تعلق میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں اول طور پر آنحضرت ﷺ مراد ہیں۔ کون ہے جسے وہ شفاعت کی اجازت دے سکتا ہے سوائے اس کے کہ خود وہی ہے جو اجازت دے سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو اجازت دی گئی ہے اس پر کامل اعتماد ہے کہ وہ بوجوہ شفاعت کرنے کا اہل ہے۔ ان وجوہ میں ایک یہ کہ وہ کوئی ایسی شفاعت نہیں کر سکتا جو اللہ کی رضا کے خلاف ہو۔ کیونکہ اس کو شفاعت کا حق ہی اس کی کامل رضا جوئی کے نتیجہ میں ملا ہے۔ جو سو فیصد اللہ کی رضا پر نظر رکھتا ہے تو لازم ہے کہ جب وہ شفاعت کرے گا تو ایک ذرہ بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا جو رضائے باری تعالیٰ کو اس کے ہاتھ سے ضائع کر دے۔ وہ تو رضائے باری تعالیٰ سے چمٹا ہوا ہے۔

دوسرا شفاعت کا مضمون جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات میں آپ کے سامنے پڑھوں گا شُفع سے نکلا ہوا ہے۔ یعنی دو اور اس کی تفصیل کیا ہے یہ پیشتر اس کے کہ میں بیان کروں میں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے پڑھ کر آپ کے سامنے رکھوں گا پھر آپ کو شفاعت کے حقیقی معنے سمجھ آئیں گے۔

اس کے بعد فرمایا يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ جن لوگوں کی شفاعت مقصود ہے جن کو بخشنا مقصود ہے ان کا ماضی بھی خدا پر روشن ہے ان کا مستقبل بھی خدا پر روشن ہے۔ ایک معنی شفاعت کے تعلق میں یہ بنتا ہے۔ کوئی چیز بھی خدا سے چھپی ہوئی نہیں اور جن کو اجازت دینی ہے شفاعت کی ان کا ماضی بھی اللہ پر روشن ہے اور ان کا مستقبل بھی خدا پر روشن ہے۔ اور اس آیت کے اس حصہ کے کچھ اور معانی بھی ہیں جس کے متعلق میں نسبتاً بعد میں تفصیل سے روشنی ڈالوں گا۔

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ کوئی چیز اس کی مرضی کے بغیر، اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ مرضی کے بغیر احاطہ نہیں کر سکتی، جب مرضی ہو تو احاطہ کر سکتی ہے۔ کیونکہ فرمایا وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ اتنا ہی یہ احاطہ کر سکتی ہے جتنا وہ چاہے۔ اور جب چاہے گا اس کو اتنا احاطہ بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ دنیائے علم میں جتنا بھی انسان ترقی کرتا ہے یہ بھی مقدر کے تابع ہے۔ از خود انسان کے لئے علمی ترقی اس کا ذاتی خاصہ نہیں جب تک اس کی صلاحیتیں، اول تو صلاحیتیں بھی خدا ہی کی پیدا کردہ ہیں، جب تک اس کی صلاحیتوں کو خدا ہر موقعہ کے لئے خاص اجازت نہ دے کہ اب ان صلاحیتوں کو اس حصے میں تم استعمال کر سکتے ہو۔ تو **علوم کے جو باب تاریخ نے ہمارے سامنے کھولے ہیں ہر نئے باب کے کھلنے کا اس آیت کریمہ سے تعلق ہے** کہ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ جب چاہتا ہے علوم کا ایک نیا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اس وقت چاہتا ہے جب انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ گویا کہ علوم کی دائمی ترقی کا اس آیت کریمہ کے ساتھ اور خصوصاً اس ٹکڑے کے ساتھ تعلق ہے وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ.

پھر فرمایا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اس کا عرش زمین و آسمان پر حاوی ہے۔ اور کرسی علم کو بھی کہتے ہیں اور اس موقعہ پر علم کا ترجمہ بھی ممکن اور درست ہو گا کہ اس کا علم ساری کائنات پر محیط ہے۔ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ سے مراد کسی انسان کے جو فانی انسان ہے اس کے پس منظر اور اس کے سامنے آنے والے واقعات سے تعلق نہیں بلکہ کائنات میں جو کچھ بھی ہے اس کے ماضی سے تعلق ہے اور جو کچھ پیش آنے والا ہے اس کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں اور وہ بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے۔ یہ جو حصہ ہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ اس کے متعلق میں انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالوں سے ایک ایسا مضمون بیان کروں گا جو اس سے پہلے غالباً کسی مفسر کو نہیں سوجھا۔ اور بنیادی حصہ ہے۔ اس مضمون کو سمجھے بغیر اس آیت کریمہ کی سمجھ آہی نہیں سکتی۔ اس لئے یہ مضمون لازماً حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی ہوا اور آپ پر روشن ہوا مگر اس کی تفاصیل کو جس طرح ظاہر کرنا مقدر تھا وہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد فرمایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے وحی کے طور پر آپ کو یہ مضمون سمجھایا ہے اور **یہ وہ علوم کا دور ہے جس میں اس مضمون کا سمجھنا خدا پر ایمان قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے** کیونکہ اگر اس مضمون کی اہمیت کو آپ نہ سمجھیں تو یہ وہ زمانہ آگیا ہے جس میں خدا کا نام لینا بھی ایک جرم بن چکا ہے۔

اکبر کہتا ہے رقیبوں نے تھانے میں رپٹ لکھوادی ہے کہ اس زمانے میں اکبر خدا کا نام لے رہا ہے۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں   کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں۔

یہ کوئی زمانہ ہے خدا کی باتیں کرنے کا۔ اور یہ زمانہ آج سے بہت پہلے کا زمانہ ہے۔ اکبر الہ آبادی کو مرے ہوئے بھی مدتیں گزر گئیں تو آج کے زمانے پر تو یہ اور بھی زیادہ صادق آتا ہے۔ اور واقعۃً جس قدر دہریت کا اس عالم پر پنجہ گاڑا گیا ہے اس سے پہلے غالباً کائنات میں کبھی بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اور اسی وقت ضرورت ہے آیت الکرسی کے مضامین کو روشن کرنے کی۔ اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت الکرسی پر بہت عارفانہ قلم اٹھایا ہے۔ عارفانہ طور پر زبان کھولی اور زبان کے ذریعہ بھی ملفوظات میں اس بات کو بیان فرمایا اور قلم کے ذریعہ تحریروں میں اس کی تفاصیل بیان فرمائیں۔

اس مختصر تشریحی ترجمہ کے بعد میں اب ایک حدیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت ابن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس وقت یہ کہتے ہوئے سنا جب آپ اصحاب الصفہ کے پاس تشریف لے گئے تھے اور اصحاب الصفہ میں سے کسی نے آنحضورؐ سے سوال کیا اور اس سوال کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو فرمایا اس کا تعلق آیت الکرسی سے ہے۔ کسی شخص نے کیا پوچھا۔ یہ پوچھا کہ قرآن میں کونسی آیت عظیم ترین ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الحروف و القراءت) یعنی یہ آیت کریمہ جس کے اس حصے کی تلاوت آپ نے فرمائی یہ قرآن کریم میں عظیم ترین آیت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن کریم تمام تر "اللّٰہ" کے لفظ کے گرد گھومتا ہے اس لئے جس آیت میں اللہ کے متعلق ایسے بیانات ہوں کہ اس جیسے بیان دنیا کی کسی کتاب میں نہ ہوں وہی آیت لازماً عظیم ترین ہو گی۔

اسی طرح سنن الترمذی ابواب فضائل القرآن میں یہ حدیث درج ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، ہر چیز کی ایک چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی سورۃ البقرہ ہے۔ اصل میں چوٹی کے بجائے جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کا ترجمہ کوہان بنتا ہے۔ تو جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے جو اونٹ میں سب سے اونچا ہوتا ہے اسی طرح آپ نے فرمایا ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے اور قرآن کی چوٹی سورۃ البقرہ ہے اور اس میں ایک عظیم الشان آیت ہے جو قرآن کی آیات کی سردار ہے۔ یہ آیت الکرسی ہے۔

تو سورۃ البقرہ چوٹی اس آیت کی وجہ سے بنی ہے کیونکہ سب سے بلند آیت جو سارے قرآن میں موجود ہے وہ یہی آیت ہے اور جس سورۃ میں ہے لازماً یہ اس کا کوہان بن گئی۔ اس کوہان سے بھی اونچی نکل گئی۔

ایک اور حدیث صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا سے لی گئی ہے۔ یعنی صحیح مسلم کی کتاب سے اس باب کے تابع یہ حدیث یوں درج ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اے ابو منذر! کیا تو جانتا ہے کہ کتاب اللہ میں تیرے پاس کونسی آیت عظیم ترین ہے۔ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اے

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

ابو منذر! کیا تو جانتا ہے کہ کتاب اللہ کا جو حصہ تجھے یاد ہے اس میں سے کونسی آیت عظیم ترین ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحابہ پر ایسی گہرائی کے ساتھ اور اس تفصیل کے ساتھ نظر رہتی تھی کہ یہ بھی علم رکھتے تھے کہ کس صحابی نے کونسی آیات یاد کرلی ہیں۔ اور چونکہ آپ کو علم ہونا ہی صحابی کے لئے ایک فخر کا موجب بنتا تھا اور جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کے نتیجے میں میرے اس یاد کئے ہوئے میں برکت پڑے گی۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں یہ شوق تھا کہ جو قرآن حفظ کریں اس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی مطلع رکھیں۔ تو جو بھی صورت تھی اس کا ضرور آنحضور کو علم تھا کہ سوال کو اب میں پورا کھول دوں تو پھر اس کو بات یاد آجائے گی۔ فرمایا۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کتاب اللہ کا جو حصہ تجھے یاد ہے اس میں سے کونسی آیت عظیم ترین ہے۔ وہ فوراً سمجھ گئے۔ جس طرح پہیلی بجھانے کے لئے بعض دفعہ اشارے کئے جاتے ہیں تاکہ مضمون کی حقیقت کو پہیلی بوجھنے والا پا جائے۔ اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اس نے سنا تو بے اختیار عرض کی اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیَّ الْقَيُّوْمُ۔ بلاشبہ جو حصہ مجھے یاد ہے اس میں یہ عظیم ترین ہے۔ اور باتوں کے علاوہ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حدیث سو فیصد صحیح ہے کیونکہ ہر صحابی کو خصوصاً ابو منذرؓ کو تو سارا قرآن یاد ہی نہیں تھا۔ وہ کیسے کہہ سکتے تھے کہ سارے قرآن میں یہ عظیم ترین ہے کیونکہ جتنا قرآن یاد نہیں اس میں پتہ نہیں کیا کیا اور چیزیں ہونگی۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وہ ٹکڑا اس کو یاد کرادیا۔ اس ٹکڑے میں ہے وہ آیت۔ راوی کہتے ہیں اس پر آپؐ نے میرے سینے میں ہاتھ مارا اور فرمایا اے ابو منذرؓ علم تجھے مبارک ہو۔ یہ آیت یعنی آیت الکرسی علم کا منبع ہے۔ پس اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اس آیت پر غور کرتے رہو تو تمہارا سینہ اللہ تعالیٰ علوم سے بھر دے گا۔ اور اس کے اس حصہ کی طرف خصوصیت سے اشارہ تھا کہ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَاۤءَ کہ وہ اس کے علم کے ایک حصہ پر بھی قادر نہیں ہو سکتے، احاطہ نہیں کرسکتے۔ سوائے اس حصہ کے جس پر اللہ تعالیٰ چاہے کہ ان کو علم ہو جائے۔ اتنا ہی علم پائیں گے جتنا خدا ان کو عطا فرمائے گا اور جب عطا فرمائے گا۔

اب اس آیت کریمہ میں لفظ الحیّ اور القیّوم یہ دو جو صفات باری تعالیٰ بیان فرمائی گئی ہیں اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیَّ الْقَيُّوْمُ۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات سے الحی اور القیوم کے الفاظ کی مزید وضاحت کرتا ہوں۔ الحکم جلد ٦ نمبر ١٠، ١٧/مارچ ١٩٠٢ء صفحہ ٦ میں یہ درج ہے۔

"جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کئے ہیں۔ الحی اور القیوم۔ الحی کے معنی ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا"۔ یہ کیسے نکالا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اَلْحَیَّ کا مطلب ہے "خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا"۔ اس لئے کہ اللّٰہ کے بعد یہ لفظ آئے ہیں۔ ایک ہی اللہ ہے اور اگر اس کے سوا کوئی زندہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں تو وہ ایسا زندہ ہے جو اپنی زندگی سے دوسروں کو بھی حصہ دیتا ہے۔ جب اس کے سوا ہے ہی کچھ نہیں تو زندہ چیزیں ہمیں کیسے دکھائی دے رہی ہیں۔ تو اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الحی کی یہ تشریح فرمائی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ زندہ ہے بلکہ فرمایا زندہ اور دوسروں کو زندگی دینے والا ہے۔

پھر فرمایا "القیّوم خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصل باعث"۔ وہی استنباط جو حیّ کے ساتھ ہے وہی قیّوم کے ساتھ ہے کہ خود بھی قائم اور دوسروں کو بھی قائم کرنے والا۔ ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہی دونوں صفات کے طفیل سے ہے"۔ ظاہری اور باطنی قیام۔ یہ دنیا میں جو ہم وجود دیکھتے ہیں ہمیں ان کا ظاہری قیام نظر آتا ہے۔ تو یہ ظاہری قیام بھی تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر مبنی ہے۔ جب تک وہ چاہے قائم رہیں گی۔ لیکن باطنی قیام کا ہمیں علم ہو ہی نہیں سکتا اور باطنی قیام بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فیصلے پر مبنی ہے۔ کوئی جتنا قیام چاہے اتنا عطا کرتا ہے یعنی قیام کے متعلق یہ کہنا کہ کوئی جتنا چاہے یہ دو معنے رکھتا ہے۔ ایک یہ کہ ہر شخص کا قیام ہر دوسرے شخص کے برابر نہیں ہوتا۔ ہر شخص کی صفات مختلف ہیں اور ان صفات پر استحکام الگ الگ ہے۔ اور ان صفات کے قائم ہونے کے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاسکتا ہے۔ کہ ایک شخص کا قیام دوسرے شخص کے قیام سے نہیں ملتا۔ تو باطنی قیام میں اس قیام کی گہرائی بھی مراد ہے کہ کس حد تک اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو گہرائی میں قیام عطا فرمایا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریحات میں یہ سارے معانی موجود ہوتے ہیں اور آپ کی تحریر اس لئے عام آدمی کے لئے سمجھنی مشکل ہے کہ ایک ایک ٹکڑے پر ٹھہر ٹھہر کر جو ضرورت ہے سمجھنے کی وہ یا وقت میسر نہیں آتا یا انسان اتنی توجہ نہیں دے سکتا کہ اس کی گہرائی تک اتر کر دیکھ سکے۔

فرمایا "ہر ایک چیز کا ظاہری و باطنی قیام اور زندگی انہی دونوں صفات کے طفیل سے ہے۔ پس حی کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہے اور القیوم چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے۔ اس کو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے"۔ اب یہ ایک استنباط ہے جو پھر آگے سمجھنا مشکل اور اس کا تعلق ذہن میں قائم کرنا یہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔ یہ بھی اللہ کا احسان ہے اگر کسی کو ان امور کا باہمی تعلق معلوم ہو جائے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ ہی نے یہ تعلق عطا فرمایا تھا اور اسی تعلق کو جو آپ نے سمجھا آپ نے مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے۔ مگر ہمارا کام یہ ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر تفصیل سے غور سے دیکھیں اور سمجھیں کہ کیا تعلق ہے۔

فرمایا: "حی کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے"۔ حی کے لفظ کا عبادت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ ایک مطلب یہ ہے کہ غلام کا اپنا کچھ نہیں ہوتا اور اس کی زندگی کا انحصار مالک کی مرضی پر ہوا کرتا ہے۔ یعنی عبد دنیا میں تو ایسے بھی ہونگے جو بھاگ سکتے ہیں اور اپنی زندگی کا انتظام باہر سے بھی تلاش کر سکتے ہیں۔ مگر جو اللہ کا عبد ہے وہ چاہے ظاہری عبد ہو یا حقیقی عبد ہو۔ اس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ زندگی خدا کی مرضی کے بغیر قائم رکھ سکے۔ تو یہ تعلق ہے جو عبد کے ساتھ حیات کا ہے۔ فرمایا: "حیّ کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہے"۔ اور حی کا لفظ یہ بھی چاہتا ہے، اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی طرف اشارہ کرکے ان مضامین کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دہرایا نہیں جن پر دوسری جگہ تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔ کہ صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔ یعنی یہ سمجھتے بھی ہیں کہ زندگی خدا کے سوا کسی کو حاصل ہی نہیں ہے اور سب کچھ اسی کا ہے۔ مالک وہ ہے۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے کلام کے معاً بعد اِيَّاكَ نَعْبُدُ کا لفظ آتا ہے۔ تو یہ التجا کرتے رہے ہیں وہ بندے خدا کے جو حقیقت میں بندے ہیں۔ اور وہ بندے بھی جو حقیقت میں زندہ نہیں، ظاہری طور پر زندہ ہیں۔ وہ جب اس بات کو سمجھتے ہیں تو یہ ان کے منہ سے بے اختیار نکلتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ۔

اب جہاں ظاہر کا تعلق ہے وہاں بعض دفعہ یہ کلام زبان حال کا کلام کہلاتا ہے۔ منہ سے اعتراف کریں یا نہ کریں زندگی اس سے تلاش کرتے ہیں۔ اب دنیا میں جتنے خوراک کے ماہرین ہیں زیادہ سے زیادہ خوراک پیدا کرنے کی تجویزیں سوچتے ہیں اور بڑے بڑے سائنسی مخفی علوم دریافت کرتے ہیں تاکہ انسان کے خوراک کے مسائل حل ہو جائیں۔ حقیقت میں وہ سارے خوراک کے ذخائر تو اللہ ہی کے پیدا کردہ ہیں۔ پس منہ سے کہیں یا نہ کہیں، مانیں یا نہ مانیں اور دنیا ہے ہی نہیں جہاں سے خوراک ڈھونڈ سکیں۔ جو دنیا ہے اللہ کی پیدا کردہ ہے اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی آواز ان کی زبانِ حال سے ہر وقت نکلتی ہے لیکن کیسے بدنصیب ہیں کہ سمجھ کر یہ الفاظ کہنے کی ان کو توفیق نہیں ملتی۔ اور ان کو ملتی ہے جن کے نزدیک روحانی زندگی جسمانی زندگی سے زیادہ اہم ہے۔

اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ اور اس کے ساتھ جو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا لفظ ہے اس میں یہ مضمون بھی داخل سمجھیں کہ جب ہم کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ سارے قرآن کی ماں ہے اور سورۃ فاتحہ میں ہر چیز ہے تو آیت الکرسی اس سے افضل کیسے ہوگئی۔ اصل میں آیت الکرسی کی جان بھی سورۃ فاتحہ ہی میں ہے۔ پس سورۃ فاتحہ کے مقابل پر نہیں کھڑی۔ سورۃ فاتحہ تو زندگی دینے والی ہے اس کے مضامین سے استفادہ کرنے والی آیت الکرسی ہے۔ اور وہ سارے مضامین جو آیت الکرسی میں بیان ہیں ان کا نچوڑ سورۃ فاتحہ میں موجود ہے۔ اس لئے کوئی اس کو تضاد نہ سمجھے کہ کہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ ہی سب کچھ ہے اور کہیں آیت الکرسی کے متعلق فرماتے ہیں کہ سب کچھ یہی ہے۔ کوئی تضاد نہیں ان دو باتوں میں۔ اور اس نکتے سے ہمیں سمجھ آجاتی ہے کہ کوئی تضاد نہیں۔ یہ چابی ہے اس بات کو سمجھنے کی اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اور فرمایا: "اور القیوم چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے"۔ کیونکہ سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ جب زندگی حاصل کی اس زندگی کو قائم رکھنے کے لئے سہارا بھی تو چاہئے اور سہارا لفظ

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . *the worldclass fabric manufacturers*

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Pleasecontact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

قیوم سے ملتا ہے۔ اور لفظ قیوم کا دوسرا اظہار اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن کے دو لفظوں سے ہوتا ہے۔ زندگی بھی تجھ سے لیتے ہیں، تیرے سوا کوئی زندگی دینے والا ہے ہی نہیں۔ اور اس زندگی کو جب تک تو چاہے گا قائم رکھے گا اور جس حد تک تو چاہے گا قائم رکھے گا۔ اس لئے اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن سہاروں سے مدد لی جاتی ہے، سہاروں کو مدد کے لئے پکارا جاتا ہے۔ پس اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن میں قیوم ہی کا مضمون ہے۔ فرمایا "القیوم چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے اس کو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے"۔ (الحکم جلد ٦ نمبر ١٠ مورخہ ١٧ر مارچ ١٩٠٢ء صفحہ ٥) پس سہارا ہے تو سہی۔ ہر چیز کا وہی سہارا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر سے اس طرف ہمیں متوجہ فرمایا گیا ہے کہ طلب کیا کرو۔

اب کتنے ہیں جو نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں اور لازماً سبھی کرتے ہیں۔ ایک بھی ایسا انسان نہیں جو مسلمان ہو اور نماز پڑھتا ہو اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت نہ کرے۔ مگر اس مضمون کو سمجھ کر ادا نہیں کرتے اور اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ سہارا ہے تو سہی مگر مانگنا بھی پڑتا ہے اور سہارا جتنا مانگو گے اتنا زیادہ سہارا انہیں ملتا چلا جائے گا۔ تمہاری تمام تر ترقی دائمی سہارے سے سہارا طلب کرنے میں ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ میں نیند اور اونگھ کا ملکیت کے ساتھ ایک گہرا تعلق بیان کرتے ہیں اور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی اس مضمون پر پہلے کچھ بات کر چکا ہوں مگر اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے حوالے سے اس مضمون پر پھر روشنی ڈالتا ہوں۔ اور پھر معذرت کے طور پر عرض ہے کہ یہ روشنی یہ مضمون ہم پر ڈالتا ہے مگر روشنی ڈالنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ اسے آپ کے لئے کھول رہا ہوں اس سے زیادہ اس کا اور کوئی مطلب نہیں ہے۔

"حقیقی وجود اور حقیقی بقا"۔ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْم۔ اس کو بظاہر پہلے بیان کرنا چاہئے تھا کیونکہ الحی القیوم کی بحث میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ مالکیت والا بھی مضمون بیان فرمایا ہے اور نیند اور اونگھ والا بھی۔ اس لئے اس عنوان کے تابع میں نے اس کو رکھا ہے۔ "حقیقی وجود اور حقیقی بقا اور تمام صفات حقیقیہ خاص خدا کے لئے ہیں۔ کوئی ان میں اس کا شریک نہیں۔ وہی بذاتہ زندہ ہے اور باقی تمام زندے اس کے ذریعہ سے ہیں۔ اور وہی اپنی ذات سے آپ قائم ہے اور باقی تمام چیزوں کا قیام اس کے سہارے سے ہے اور جیسا کہ موت اس پر جائز نہیں ایسا ہی ادنیٰ درجہ کا تعطل حواس بھی جو نیند اور اونگھ سے ہے وہ بھی اس پر جائز نہیں"۔ اب لفظ جائز نہیں سے یہ مراد تو نہیں کہ خدا کے لئے بھی کسی نے شریعت بنائی ہوئی ہے کہ یہ جائز ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ خدا کی اپنی شریعت ہے جو اس کی صفات کا نام ہے۔ شریعت دراصل اگر گہرے غور سے دیکھیں تو صفات باری تعالیٰ ہی کے اظہار کا نام ہے۔ تو اللہ اپنے لئے یہ جائز نہیں رکھتا یہ مراد ہے۔ اس کے لئے جائز نہیں یعنی وہ اپنے لئے یہ جائز نہیں رکھتا کہ "ادنیٰ درجہ کا تعطل حواس بھی جو نیند اور اونگھ سے ہے وہ بھی اس پر جائز نہیں۔ مگر دوسروں پر جیسا کہ موت وارد ہوتی ہے نیند اور اونگھ بھی وارد ہوتی ہے"۔ پس موت ہی کی ایک قسم نیند اور اونگھ ہے۔ اس بارہ میں میں پہلے تفصیل سے بیان کر چکا ہوں۔

"جو کچھ تم زمین میں دیکھتے ہو یا آسمان میں وہ سب اسی کا ہے اور اسی سے ظہور پذیر اور قیام پذیر ہے"۔ پس مالک کی یہ تشریح ہے کہ جو کچھ اس سے قیام پذیر ہے اس سے زندہ ہے اس کی لازماً ملکیت بھی اس کی ہوگی پھر۔ اور کوئی مالک ہو ہی نہیں سکتا۔ "جو کچھ تم زمین میں دیکھتے ہو یا آسمان میں وہ سب اسی کا ہے اور اسی سے ظہور پذیر اور قیام پذیر ہے۔ کون ہے جو بغیر اس کے حکم کے اس کے آگے شفاعت کر سکتا ہے۔ وہ جانتا ہے جو لوگوں کے آگے ہے اور جو پیچھے ہے۔ یعنی اس کا علم حاضر اور غائب پر محیط ہے"۔ یعنی جو لوگوں کے علم سے غائب ہے لوگوں کے متعلق کہ وہ باتیں جو خود انسان کی اپنی نظر سے غائب ہیں خواہ وہ اپنے متعلق ہوں یا بیرونی دنیا کے متعلق یہ تمام غیوب اس آیت کریمہ میں بیان ہو گئے ہیں۔ "وہ جانتا ہے جو لوگوں کے آگے ہے اور جو پیچھے ہے یعنی اس کا علم حاضر اور غائب پر محیط ہے اور کوئی اس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتا لیکن جس قدر وہ چاہے"۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ٢٦١، ٢٦٢)۔ اب "بِمَا" کا جو ترجمہ میں نے کیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ترجمہ بعینہ اس کی تائید کر رہا ہے۔ احاطہ تو کر سکتا ہی نہیں مگر اس کا جس قدر وہ چاہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک لمبا اقتباس میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور وہ ہے اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ. لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ فرمایا "اب بنظر انصاف دیکھنا چاہئے کہ کس بلاغت اور لطافت اور متانت اور حکمت سے اس آیت میں وجود صانع عالم پر دلیل بیان فرمائی گئی ہے"۔ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ یہ دور لاعلمی کے نتیجہ میں جہالت جو اس وقت دنیا پر چھا گئی ہے اس کے نتیجہ میں، دہریت کا دور ہے۔ لیکن اس آیت میں دہریت کے خلاف ایک ایسی دلیل دی گئی ہے جس کا کوئی رد نہیں ہے، کوئی توڑ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی آیت سے جو علم کامل کا منبع ہے ہمارے سامنے وہ دلیل کھول دی ہے۔ "بنظر انصاف دیکھنا چاہئے کہ کس بلاغت اور لطافت اور متانت اور حکمت سے"۔ بعض دفعہ بہت بڑی دلیل بیان کی جائے تو اس کے ساتھ ایک جوش بھی آجایا کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے اندر تو کوئی جوش نہیں ہوتا۔ اس نے دلیل پیش کی ہے فرمایا بڑی لطافت کے ساتھ اور متانت کے ساتھ، وقار کے ساتھ ان باتوں کو بیان فرمایا ہے اور حکمت کے ساتھ۔ اس دلیل میں گہری حکمت ہے جس کو سمجھنا پڑے گا۔ غور سے دیکھو گے تو حکمت سمجھ آئے گی۔ "اس آیت میں وجود صانعِ عالم پر دلیل بیان فرمائی ہے۔ اور کس قدر تھوڑے لفظوں میں معانی کثیرہ اور لطائف حکمیہ کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے"۔ بہت ہی تھوڑے لفظوں میں اتنا عظیم الشان مضمون بیان ہوا ہے کہ کوئی نظیر آپ کو کائنات میں کہیں اور دکھائی نہیں دے گی۔ "اور مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کے لئے ایسی محکم دلیل سے وجود ایک خالقِ کامل الصفات کا ثابت کر دکھایا ہے جس کے کامل اور محیط بیان کے برابر کسی حکیم نے آج تک کوئی تقریر بیان نہیں کی"۔ اب بار بار لفظوں میں اس صورت میں استعمال ہونے والے لفظوں کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ میں جو لفظ احاطہ آیا ہے اس کی طرف اپنے تفسیری بیان میں بھی جگہ جگہ ایسے اشارے کر دئے ہیں کہ انسان چاہے تو اس طرف ذہن منتقل ہو کے مزید اس میں ڈوب کر مزید اس سے استفادہ کر سکے۔

"کسی حکیم نے آج تک کوئی تقریر بیان نہیں کی بلکہ حکماء ناقص الفہم نے ارواح اور اجسام کو حادث بھی نہیں سمجھا اور اس راز دقیق سے بے خبر رہے کہ حیات حقیقی اور ہستی حقیقی اور قیام حقیقی صرف خدا ہی کے لئے مسلّم ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا حادث ہونا سمجھ نہیں سکے۔ جو چیز حادث ہو وہ ہمیشہ سے نہیں ہوتی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان فرمانے کا منشا ہے کہ اجسام کو حادث بھی نہیں سمجھا یعنی یہ بھی نہیں پتہ کہ اجسام حادث ہوتے کیسے ہیں۔ اور اس کا کیا نتیجہ نکلنا چاہئے اور "اس راز دقیق سے بے خبر رہے" یہ مطلب ہے حادث نہ سمجھنے کا "اس راز دقیق سے بے خبر رہے کہ حیات حقیقی اور ہستی حقیقی اور قیام حقیقی صرف خدا ہی کے لئے مسلّم ہے"۔

یہ وہ دلیل ہے جس کو کھولنے کی ضرورت ہے۔ اب دو تین منٹ میں جتنا خطبے کا وقت ہے میں اتنے حصہ کو آپ کے سامنے کھول کر بیان کر دیتا ہوں۔ "حقیقی طور پر زندگی اور بقاء زندگی صرف اللہ کے لئے حاصل ہے جو جامع صفات کاملہ ہے۔ اس کے بغیر کسی دوسری چیز کو وجود حقیقی اور قیام حقیقی حاصل نہیں اور اسی بات کو صانع عالم کی ضرورت کے لئے دلیل ٹھہرایا"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم)

اب حادث وہ ہوتا ہے جو وقوع پذیر ہو اور ابدی نہ ہو اور اگر وقوع پذیر ہونے والی چیز اپنی ذات میں بہت پیچیدگیاں رکھتی ہے اور بہت گہرائی رکھتی ہے اور بڑی عظیم الشان ترکیب رکھتی ہے تو حادث ہو ہی نہیں سکتی سوائے اس کے کہ کوئی اور اس کو پیدا کرے۔ پس جب ساری کائنات حادث ہے تو یہ اس حادث ہونے کا مطلب بھی تو سمجھو کہ پہلے نہیں تھی۔ جب نہیں تھی اور وجود میں آئی تو اس طرح وجود میں آئی کہ اس کے اندر بہت سی پیچیدگیاں ہیں اور ترکیب ہے اور ترتیب ہے تو ظاہر بات ہے کہ اس کے لئے اس سے پہلے کسی صاحب حکمت وجود کا ہونا لازمی ہے جو گہرائی کے ساتھ ان باتوں کو سمجھتا ہے جو باتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ ورنہ انکو سمجھے بغیر اس میں داخل ہی نہیں کر سکتے۔ کوئی پینٹر کوئی پینٹنگ ایسی نہیں کر سکتا، لغو بچوں والی پینٹنگ تو اور بات ہے مگر جو حقیقی پینٹنگ ہے اس کو سمجھنے والا بھی وہ اعلیٰ درجہ کا پینٹر ہی ہوتا ہے کیونکہ پینٹ کرتے وقت اس کے ذہن میں جو باتیں ہیں وہ دیکھنے والا پوری طرح سمجھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن مضمون بڑے گہرے ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض دفعہ آرٹ گیلریوں میں ایک ہی تصویر کے سامنے بعض لوگ بیٹھے رہتے ہیں سارا دن وہیں گزار دیتے ہیں اور سیر کرنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ بیٹھے کیوں ہیں۔ وہ گزرتے چلے جاتے ہیں حالانکہ وہاں ٹھہرنے سے جو مضامین سمجھ آسکتے ہیں وہ گزرنے سے نہیں آسکتے۔ اس سلسلہ میں میں اگلے حوالے کے تعلق میں ایک دانشور کی بات بھی بیان کروں گا جس کا اسی مضمون سے گہرا تعلق ہے مگر اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اسلئے انشاء اللہ باقی باتیں اگلے خطبہ کے لئے رکھ لیتا ہوں اور اس میں اس آیت کریمہ سے تعلق رکھنے والی باتیں انشاء اللہ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ وما تشاء ونَ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰه ربّ العَالمِين۔ کہ تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ چاہے کہ وہ چاہے۔ پس اگر اللہ نے چاہا تو انشاء اللہ میں اگلے جمعہ میں باقی حصہ مضمون کا بیان کروں گا۔ السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته۔

اپنے علم کا فیض دوسروں تک پہنچائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہوگا۔ (مدیر)

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

جماعت احمدیہ کے معاند اور برصغیر کے ایک معروف اخبار "زمیندار" کے ایڈیٹر

ظفر علی خان اور احمدیت

چند تاریخی حقائق و واقعات

گاہے گاہے بازخواں ایں قصۂ پارینہ را

(بشیر احمد زاہد)

(دوسری قسط)

حضرت بانی جماعت احمدیہ کی آریوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں معرض تحریر آنے والی دو بلند پایہ اور گراں مایہ تصنیفات کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے روزنامہ "زمیندار" لکھتا ہے :۔

" ہندو اور عیسائی مذہبوں کا مقابلہ مرزا صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ کیا ہے۔ آپ کی تصانیف "سرمہ چشم آریہ" اور " چشمہ مسیحی" وغیرہ آریہ سماجیوں اور مسیحیوں کے خلاف نہایت اچھی کتابیں ہیں"۔

(زمیندار ۱۲ دسمبر ۱۹۲۳ء)

☆......☆......☆

۱۹۲۳ء میں جب ہندوستان میں شدھی کا سیلاب مسلمان آبادی کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا تھا اور ہندو برملا کہہ رہے تھے۔

ہندوؤ !تم میں ہے گر جذبۂ ایماں باقی
رہ نہ جائے کوئی دنیا میں مسلماں باقی
کام شدھی کا کبھی بند نہ ہونے پائے
بھاگ سے وقت یہ قوموں کو ملا کرتے ہیں

(زمیندار ۱۶/ جنوری ۱۹۲۷ء)

تو یہ وہ خطرناک وقت تھا۔ جب مسلمانان ہند کی اکثریت اس فتنہ کی تباہ کن یورشوں سے غافل و بے پرواہ لحاف اوڑھے سو رہی تھی مگر اس کٹھن وقت میں نوجوانان احمدیت ہی تھے جو شدھی کے تیز و تند سیلاب کے رستے میں سد سکندری بنے اس کا رخ موڑ چکے تھے۔ اور ہزارہا مسلمانوں کے ایمانوں کے تحفظ کا سبب بنے تھے۔ روزنامہ "زمیندار" لکھتا ہے :۔

"مسلمانان جماعت احمدیه اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں جو ایثار ، کمر بستگی، نیك نیتی اور توکل علی الله ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانه میں بے مثل نہیں تو بے انداز عزت اور قدر دانی کے قابل ضرور ہے ۔جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت اسلام کرکے دکھادی "۔

(زمیندار ۔ ۲۴/ جون ۱۹۲۳ء)

☆...... پھر اور لکھا :۔

" گھر بیٹھ کر احمدیوں کو برا کہہ لینا نہایت آسان ہے۔ لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلغین انگلستان اور دیگر یورپین ممالک میں بھیج رکھے ہیں۔ کیا ندوۃ العلماء، دیو بندی، فرنگی محل اور دوسرے علمی اور دینی مرکزوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تبلیغ و اشاعت حق کی اشاعت میں حصہ لیں"۔

(زمیندار ۷/ دسمبر ۱۹۲۶ء)

☆...... پھر مزید لکھا :۔

" زمیندار، سیاست، وکیل اور دوسرے اسلامی اخبارات کی جلدیں پڑھئے تو آپ کو بار بار اس افسوسناک حقیقت کا انکشاف ہو گا کہ ایک انجمن دوسری انجمن کو حلقہ ارتداد میں کام کرتے دیکھنا گوارہ نہیں کرتی۔ خدا کا کام ہے لیکن مسلمانوں نے اسے ذاتی اختلاف، ذاتی شہرت پسندی کی جولانگاہ بنا رکھا ہے ۔کیا یہ سر پیٹنے کا مقام نہیں ؟ ہم مجلس نمائندگان تبلیغ اور دوسری تمام انجمنوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ احمدی مبلغین ملکانوں کو احمدی بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو آپ کو بگڑنے کا کوئی حق نہیں۔ جس طرح آپ حنفی و اہل حدیث بنانے کا حق رکھتے ہیں۔ احمدی مبلغین ان لوگوں پر اپنا کیش و مذہب پیش کرنے میں آزاد ہیں اور ہندو ہو جانے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ ایک مسلمان احمدی ہو جائے"۔ (زمیندار ۱۷/ جون ۱۹۲۳ء)

☆...... پھر انہی دنوں میں جب نوجوانان احمدیت کی پر جوش و جانفروش یلغار سے شدھی کا فتنہ آخری ہٹکورے لے رہا تھا آریہ پنڈت وجہ تخلیق دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں پر اُتر آئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے "رنگیلا رسول" کے نام سے انتہائی حیا سوز اور نہایت پرلے درجے کی غلاظت و خباثت اور گند سے بھری ہوئی کتاب بازار میں آ گئی جس کو دیکھتے ہی نوجوانانِ احمدیت میں اضطراب اور تشویش اور ہیجان کا دریا ابل پڑا۔ اور بجائے اس کے کہ آریہ جاتی اس پر کسی قسم کا دکھ محسوس کرتی اور اس کی اشاعت پر رنج و غم اور افسوس کا اظہار کرتی ۔ اس نے اس کے برعکس یہ لکھا کہ "کسی نے بات کا بتنگڑ بنتے نہ دیکھا ہو تو وہ 'رنگیلا رسول' کے مقدمہ کو دیکھ لے ۔ مہاشہ راجپال پبلشر ہیں انہوں نے سینکڑوں کتابیں شائع کی ہیں۔ ان میں ایک "رنگیلا رسول" بھی تھی۔...........اس میں سوائے اس کے کہ مستند اسلامی تصانیف اور مسلمہ قابلیت کے یورپین مصنفوں کے آدھار پر کچھ خیالات جمع کر دیئے تھے۔ اور کچھ بھی نہیں۔ لیکن چونکہ بات کا بتنگڑ بننا اس کی قسمت میں لکھا تھا کہ احمدیوں کی نگاہ انتخاب کہیں اس کتاب پر جا پڑی اور انہوں نے اس کے خلاف وہ طوفان بد تمیزی برپا کیا کہ خدا کی پناہ۔ حرمتِ رسول کا واسطہ دے کر انہوں نے دوسرے مسلمانوں کو مشتعل کرنے کا ڈھنگ پیدا کر لیا اور دوسرے مذہبی دکاندار اس خیال سے کہ کہیں ہم احمدیوں سے پیچھے نہ رہ جائیں ان کے ساتھ شامل ہو گئے جن کے مشترکہ واویلا کے سامنے گورنمنٹ کا تدبر بھی پگھل گیا اور پبلشر " رنگیلا رسول" کے خلاف زیر دفعہ ۱۵۳۔ الف مقدمہ چلانے کا حکم دیا گیا"۔

(اخبار پرکاش ۔۱۰/ جولائی ۱۹۲۷ء صفحہ ۵)

مگر آہ !اس دور میں مسلمانوں کی بے بسی اور بے کسی کا یہ عالم تھا کہ حکومت کے حکم پر راجپال کے خلاف مقدمہ تو چل گیا مگر عدالتِ عالیہ نے اسے بری قرار دے دیا۔ جس پر اخبار "مسلم آؤٹ لک " کے ایڈیٹر سیّد دلاور شاہ احمدی نے "مستعفی ہو جاؤ" کے زیرِ عنوان ۱۴/ جون ۱۹۲۷ء کو ایک اداریہ سپرد قلم کر دیا۔ اس سے مسلمانوں میں تہلکہ مچ گیا اور سیّد دلاور شاہ احمدی اور اخبار کے پبلشر مولوی نورالحق کے خلاف توہین عدالت کے جرم میں مقدمہ دائر ہو گیا۔ اور ہر دو ملزموں کو ۲۱/ جون کو جسٹس براڈوے کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت چوہدری محمدؐ ظفر اللہ خان صاحبؓ نے وکالت کے فرائض ایسے مدلل اور پر اثر رنگ میں ادا کئے کہ کمرہ عدالت کے اندر اور باہر فرزندانِ توحید کا جو جمِّ غفیر جمع تھا عش عش کر اٹھا اور مولوی ظفر علی خان صاحب مدیر زمیندار تو فرطِ جوش سے آبدیدہ ہو گئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور چوہدری صاحب کا ہاتھ چوم کر ان کو گلے سے لگا لیا"۔ (اخبار دورِ جدید ۶/ اکتوبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۲۔۴)

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں حضرت چوہدری صاحبؓ کی زبان قلم سے یہ عرض کر دوں کہ اس زمانے میں جب برصغیر میں ان سے زیادہ معمّر اور ان سے زیادہ تجربہ کار اور ان سے زیادہ قابل مسلمان وکلاء موجود تھے تو ان کو اس کیس میں وکالت کرنے کی سعادت کیوں کر نصیب ہوئی تھی ؟۔ آپ تحریر فرماتے ہیں :۔

"یہ سوال اٹھا کہ مسئول علیہم کی طرف سے وکیل کون ہو ؟ سب کی نگاہیں میاں سر محمد شفیع صاحب کی طرف اٹھیں لیکن آپ نے فرمایا میں معذور ہوں۔ لیڈی شفیع کی طبیعت سولن میں ناساز ہو گئی ہے اور میرے لئے آج رات سولن جانا ضروری ہو گیا ہے۔ اس پر متفقہ طور پر خواہش ظاہر کی گئی کہ شیخ عبدالقادر صاحب مسئول علیہم کی طرف سے پیروی کریں شیخ صاحب نے (مولوی نورالحق صاحب کو علیحدہ کمرہ میں لے جا کر۔ ناقل) فرمایا گورنر کی مجلس عاملہ میں ان کے عارضی تقرر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ان کا ایک ایسے کیس میں پیش ہونا مناسب نہ ہو گا جس میں ایک طرف مسلمانوں کے نازک جذبات تلاطم میں ہوں اور دوسری طرف ہائی کورٹ کی توہین کا سوال ہو (لہٰذا) وہ پیروی سے معذور ہیں ۔اس مرحلے پر میاں محمد شفیع صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا میری رائے میں میرے دوست نصراللہ خان ۔ (مراد چوہدری ظفر اللہ خان تھے۔ ناقل) سے بہتر کوئی اس خدمت کو نباہ نہیں سکتا۔ اس مجلس میں بہت سے اصحاب ایسے موجود تھے جو لیاقت اور تجربے کے لحاظ سے مجھ سے کہیں آگے تھے ۔ مثلاً میاں عبدالعزیز صاحب ، مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری، سیّد محسن شاہ صاحب ، ملک برکت علی صاحب ، خلیفہ شجاع الدین صاحب، غلام رسول خان صاحب ، میاں عبد الرشید صاحب ، میاں محمد رفیع صاحب لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرّہ نوازی نے اس مرحلہ پر اس سعادت کے حصول کے لئے اس عاجز کا نام ہی میاں صاحب کی زبان سے نکلوایا۔ الحمد للہ۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے بزرگوں کی موجودگی میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا۔ لیکن اگر مجھے ارشاد ہو تو اس کیس کی پیروی میرے لئے باعث فخر ہو گی۔ اور میں یہ سعادت حاصل کرنے لئے حاضر ہوں"۔ (تحدیث نعمت صفحہ ۳۶۰ ۔ ۳۶۱)

محترم حضرت چوہدری صاحب اخبار دور جدید کے مذکورہ بالا حوالہ سے یہ بات زائد تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی ظفر علی خان صاحب نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر بلند آواز سے کہا :۔

"آج تم نے ان لوگوں کا منہ کالا کر دیا جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں قابل وکیل نہیں ملتا، فجزاہ اللہ۔ عدالت عالیہ نے ان دو خادمان رسول مقبولؐ کو چھ چھ ماہ زندان میں یادِ رسولؐ اور ذکرِ الٰہی کرنے کی مہلت عطا کی۔ زہے بند و زہے زندان"۔

(تحدیث نعمت صفحہ ۳۶۲۔ طبع ثانی 1981)

☆...... مسلمانان عالم کے لئے یہ دور عجیب المناک دور تھا کہ ابھی لاہور میں یہ فتنہ فرو نہیں ہوا تھا کہ امرتسر میں "ورتمان" نامی رسالے میں ایک انتہائی دل پاش اور جگر خراش مضمون آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں شائع ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے فوری طور پر مسلمانوں کو بیدار کرنے لئے ایک مضمون شائع کروایا جس کا عنوان تھا "رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہوں گے ؟"۔ مگر اس مضمون کے بارے میں مولانا ظفر علی خان کا کوئی حوالہ میرے

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے پاکستانی وانڈین، سلے اور اَن سلے سوٹوں کی جدید ترین ورائٹی
مثلاً سلک کڑھائی والے، سٹون واش، واش اینڈ ویئر، دولن (جرسی) سٹیپل کے علاوہ عروسی ملبوسات کا مرکز
بیلہ بوتیک
عید کی خصوصی پیشکش ۳۰ مارک سے ۱۵۰ مارک تک
نیز خواتین کی پسند کے مطابق لباس کی تیاری کا انتظام۔ ہول سیل کی سہولت
Tel: 069/24279400 - 01702128820
Kaiserstr 64, Frankfurt a. M. (ہمراہ رائل جیولرز)

پاس نہیں اس لئے میں اس کو یہیں چھوڑتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں اگر ہندوستان میں آریہ جاتی آقائے دوجہاں، زینتِ کون و مکان ﷺ کی ارفع واعلیٰ شان میں گستاخیوں کی مرتکب ہو رہی تھی تو خود حکومت برطانیہ کے مرکزی شہر لندن میں یہی جرم انگریز قوم کے متعصب افراد کررہے تھے۔

☆...... 1925ء میں اخبار سٹار میں آپ کا ایک انتہائی توہین آمیز کارٹون شائع ہوا چنانچہ اپنے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی زیر ہدایت جماعت کے مربی مولانا عبدالرحیم درد صاحب احتجاجی کاروائی عمل میں لائے جس پر اخبار مذکور نے معافی مانگ لی اور اس کے دو سال کے بعد 1927 میں میسرز ہیچیسن اینڈ کمپنی نے "محمدؐ" نامی کتاب شائع کی۔ اس میں اپنی نفرت اور کدورت کا بھرپور اظہار کیا۔ چنانچہ اس کتاب کے خلاف بھی مولانا درد صاحب نے اپنے امام ہمام کی ہدائت پر احتجاجی کاروائی کی اور مولوی ظفر علی خان نے اس کی بابت دو اداریئے سپرد قلم کئے۔ صرف ایک اداریہ نذر قرطاس ہے۔ مولانا لکھتے ہیں :۔

"لندن کی ہیچیسن اینڈ کمپنی نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا مصنف کوئی دریدہ دہن انگریز آر۔ ایف۔ ڈبل ہے اور جس میں پیغمبر اسلام بآبا ئنا و امہاتنا کی شان میں گستاخی کی گئی ہے۔ مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے اس پروز یر داخلہ انگلستان کو ایک طویل مراسلہ کے ذریعہ .... درخواست کی ہے کہ وہ اس کتاب کے ناشر و طابع اور مصنف کو جلد سے جلد عبرت ناک سزا دے تاکہ آئندہ کسی شخص کو اس قسم کی دل آزاری اور ہرزہ سرائی کی جرأت نہ ہو۔ مولوی صاحب نے مجلس شوریٰ کے ارکان کے پاس بھی اس مراسلہ کی نقل بھیج دی ہے"۔

پھر لکھتے ہیں :۔

"مولوی درد صاحب نے اس کے متعلق جو کچھ کیا ہے اس کے وہ تمام مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم کے شکریہ کے مستحق ہیں"۔

(زمیندار ۸ / نومبر ۱۹۲۷ء)

جناب شورش کاشمیری کا دعویٰ ہے کہ وہ مولانا کے صحافتی شاگرد ہیں اور شاگرد ایک معنی میں بیٹا ہوتا ہے لہذا احمدیوں کی غیرتِ عشق رسول اللہ ﷺ کے بارے میں انہوں نے جو کچھ دیکھا اور سنا انہی کی قلم سے پیش ہے۔ آپ لکھتے ہیں :۔

" میں نے اور چوہدری عبدالستار نے (سنٹرل جیل لاہور میں) طے کیا کہ ہر صبح اذان دے کر نماز پڑھا کریں۔ اذان دی تو دیش بھگتوں کو حیرانی ہوئی، سرگوشیاں ہونے لگیں۔ ایک نے کہا یہ اذان بھی خوب رہی۔ دوسرے نے کہا یہاں مسجد تھوڑی ہے۔ تیسرے نے کہا انہیں کیسے کہا جائے؟ چوتھے نے کہا آب و ہوا فرقہ وارانہ ہو گئی ہے۔ .... ایک دوست درمیان میں آگیا۔ میں نے اس سے کہا جو لوگ میری اذان برداشت نہیں کرسکتے .... وہ ہمیں بطور مسلمان کیوں برداشت کریں گے؟ پھر جیل میں ان کے اندرونی جذبات کا یہ حال ہے تو آزاد ہندوستان میں ان کا کیا حال ہوگا؟۔ آخر متحدہ قومیت کا مطلب کیا ہے؟۔ خود سپردگی؟۔ ان لوگوں کو اجازت ہے کہ اپنے رشیوں اور منیوں کا چرچا کریں لیکن ہم نماز پڑھیں، اذان دیں، قرآن کی تلاوت کریں، تو انہیں "فرقہ واریت" کی بو آنے لگتی ہے"۔

پھر لکھتے ہیں :۔

"ایک دن میجر حبیب اللہ شاہ نے مجھے یاد کیا۔ ان کے دفتر میں گیا تو ہوم سیکرٹری کا ایک خط دکھایا جس میں .... اس امر کی ہدایت کی گئی تھی کہ "اذان دینے کی ٹیررسٹ وارڈ میں قیدیوں میں جو بدمزگی پیدا ہوئی ہے اس پر قابو پایا جائے"۔ میں نے اور میجر حبیب اللہ شاہ نے اس خط سے جو مطلب اخذ کیا تھا یہ تھا کہ اذان دینے کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ بہرحال یہ خط داخل دفتر ہو گیا۔ .... لاہور کا ڈپٹی کمشنر ہینڈرسن تھا اس نے ایک دن اس سوال پر کوئی ناگوار بات کہی۔ میجر صاحب کو غصہ آگیا۔ فوراً ٹوکا اور کہا آپ اذان اور قرآن کے بارے میں محتاط رہیں میں نہیں روک سکتا۔ میجر صاحب ہینڈرسن سے الجھ پڑے۔ ایک دفعہ پہلے بھی ہینڈرسن نے حضور ﷺ کا نام بے ادبی سے لیا تو اس سے الجھے تھے۔ تمام جیل میں ان کی حمیّت کا چرچا تھا"۔

(پس دیوار زنداں صفحہ ۳۰۹)

مذکورہ بالا واقعات جو میں نے مولوی ظفر علی خان کے اخبار "زمیندار" کے حوالہ سے پیش کئے ہیں ان میں سے دوسرا اور تیسرا واقعہ اس امر کا روشن اور تابندہ نشان ہے کہ جماعت احمدیہ نے اسلام کی عظمت اور صداقت کے لئے جو عظیم الشان خدمات سر انجام دی ہیں مسلمانوں کی کوئی جماعت یا فرقہ اس کے گردپا کو بھی نہیں پہنچ سکا۔ اسی جماعت نے شدھی کی تحریک میں آریہ پنڈتوں کا ناک میں دم کئے رکھا اور انہیں ناکوں چنے چبوائے۔ اور ہزاروں مسلمانوں کی دولتِ ایمان کو بچایا۔ اور آریوں کو میدان مقابلہ سے بھاگ جانے پر مجبور کیا۔ پھر چار سے سات تک کے واقعات وہ ہیں جن میں ہندوستان میں آریوں اور یورپ میں انگریزوں نے آقائے دوجہاں حضرت محمد ﷺ کی توہین کا ارتکاب کیا مگر اس وقت بھی مسلمان سوئے رہے۔ اور یہ سیّد دلاور حسین شاہ احمدی ہی تھے جنہوں نے انگریز جسٹس براڈوے کو مخاطب کر کے "مستعفی ہو جاؤ" کا اداریہ لکھا۔ اور لطف یہ ہے کہ جب ان کی وکالت کا موقعہ آیا تو باوجودیکہ مسلمان وکلاء میں چوہدری ظفر اللہ خان سے عمر اور تجربہ اور قابلیت میں سب ہی بڑے تھے یہ فخر اور سعادت بھی انہی کے نصیب میں آئی اور حکومتِ برطانیہ کے پایہ تخت لندن میں جو توہین رسول اللہ ﷺ کے واقعات سرزد ہوئے ان کے خلاف تو احمدی مربی مولانا عبدالرحیم درد تن تنہا ہی پارلیمنٹ کے ممبران اور مجلس شوریٰ کے ارکان سے برسرپیکار تھے جن کی اس دینی حمیّت و غیرت کی فراوانی پر مولوی ظفر علی خان نے لکھا تھا:

"مولوی درد صاحب نے اس کے متعلق جو کچھ کیا ہے اس کے لئے وہ تمام مسلمانانِ ہند بلکہ مسلمانانِ عالم کے شکریہ کے مستحق ہیں"۔

(زمیندار ۸ / نومبر ۱۹۲۷ء)

☆......اور آٹھواں واقعہ تو خود میں نے شورش کاشمیری کی زبانِ قلم سے بیان کیا ہے جو مجلس احرار کے جنرل سیکرٹری تھے۔ وہ خود معترف ہیں کہ انگریزی حکومت کے ایک احمدی ملازم نے اذان دینے اور تلاوت قرآن کرنے کے بارہ میں ہوم سیکرٹری کے حکم کی پرواہ نہ کی تھی اور جب ڈپٹی کمشنر نے اس سلسلے میں کوئی ناگوار بات کہی (تو) میجر صاحب کو غصہ آگیا (اور) فوراً ٹوکا اور کہا۔ اذان اور قرآن کے بارے میں محتاط رہیں۔ میں نہیں روک سکتا۔ میجر صاحب ہینڈرسن سے الجھ پڑے۔ ایک دفعہ پہلے بھی ہینڈرسن نے حضور ﷺ کا نام بڑی بے ادبی سے لیا تو اس سے الجھے تھے۔ تمام جیل میں ان کی حمیّت کا چرچا تھا۔

(پس دیوار زندان صفحہ ۳۰۹)

اور اب پڑھئے! مجلس احرار اسلام اور اس کے ہمنواؤں کے ہفت روزہ "ختم نبوت" کا یہ ادارتی نوٹ جس میں یہ لکھا ہے کہ :۔

"گذشتہ دنوں قومی اسمبلی نے توہینِ رسالت کا جو بل منظور کیا اس پر متعدد حلقوں کی طرف سے تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسائے جا رہے ہیں۔ اس بل میں توہین رسالتؐ کے لئے موت یا عمر قید کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ اس بل کے منظور ہوتے ہی قادیانیوں کے شہر سدوم ربوہ میں چھاپہ پڑے گا اور مرزا قادیانی کی وہ کتابیں جن میں تاجدار ختم نبوت سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی توہین کی گئی ہے فوراً ضبط کر کے مرزا قادیانی کو نہ سہی کم از کم ان کتابوں کے پرنٹر پبلشر اور قادیانی جماعت کے شعبہ نظارت اصلاح وارشاد کے کارپردازوں کو گرفتار کر کے اس بل پر عمل درآمد کرایا جائے گا اور انہیں پھانسی کی سزا دی جائے گی۔ لیکن ؎ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

وہ کتابیں بھی موجود ہیں، شعبہ نظارت اصلاح کا دفتر بھی قائم ہے، اس کے انچارج اور عملہ کے ارکان بھی موجود ہیں، ضیاء الاسلام کے نام سے پریس بھی چالو ہے۔ کوئی باز پرس کرنے والا نہیں ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسلم لیگی حضرات نے یہ بل محض مسلمانوں کے جذبات ٹھنڈا کرنے یا اپنے آپ کو اسلام کا چیمپئن ظاہر کرنے کے لئے پاس کرایا ہے کیونکہ اس بل کی کاغذ کے ایک پرزے سے زیادہ حیثیت نہیں ہے"۔

(رسالہ ختم نبوّت کراچی ۴ / ستمبر ۱۹۸۶ء)

میرے نزدیک یہ سوچنا اور فیصلہ کرنا قارئین کرام کا کام ہے کہ جماعت احمدیہ جس نے گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ میں ربعِ مسکون کے اکثر و بیشتر ممالک میں عظمت و شان رسول ﷺ کے جھنڈے گاڑ رکھے ہیں، جو توہین رسول کے مسئلہ پر نہ صرف ہندو اکثریت کے خلاف ڈٹ جاتے تھے بلکہ انگریزی حکومت کے مرکزی شہر لندن میں انگریز دشمنانِ رسول کے خلاف بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ آج پاکستان میں کون سا انقلاب ہوا ہے کہ وہ اپنے سو سالہ مذہبی عقیدہ اور مسلک سے ایک ہی رات میں منحرف ہو گئے اور آج اس جرم میں ان کے سینکڑوں نوجوان قید و بند کی مصیبتیں جھیل رہے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت اور اذان دینے پر ان کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں حالانکہ مجلس احرار کے جنرل سیکرٹری کی گواہی ہے کہ ایک احمدی ملازم اس مسئلے پر انگریز ڈپٹی کمشنر سے الجھ گیا تھا اور ان کے نوجوانوں نے موت کی پرواہ کئے بغیر سکھ بستیوں میں اذانیں دی تھیں اور آج بھی جبکہ گزشتہ نصف صدی سے مشرقی پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں ان کے پیروں اور گدی نشینوں اور مسلم جماعتوں کے لیڈروں کی مسجدوں میں کبھی اذان کی آواز بلند نہیں ہوئی احمدیوں کے مرکزی شہر قادیان میں پانچوں وقت "منارۃ المسیح" سے اذان کی آواز کفر زار ہند میں گونج رہی ہے۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

نماز میں حضور قلب

ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو مجھے حضور قلب حاصل نہیں ہوتا۔ کیا اس صورت میں میری نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ :

"انسان کی کوشش سے جو حضور قلب حاصل ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ مسلمان وضو کرتا ہے۔ اپنے آپ کو کشاں کشاں مسجد تک لے جاتا ہے۔ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ یہاں تک انسان کی کوشش ہے۔ اس کے بعد حضور قلب کا عطا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ انسان اپنا کام کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ بھی ایک وقت پر اپنی عطا نازل کرتا ہے۔ نماز میں بے حضوری کا علاج بھی نماز ہی ہے۔ نماز پڑھتے جاؤ۔ اس سے سب دروازے رحمت کے کھل جاویں گے۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۳ صفحہ ۱۳ مورخہ ۲۵ / اکتوبر ۱۹۰۶ء)

(ملفوظات جلد ۹ مطبوعہ لندن۔ صفحہ ۷۱)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

لِقَاءُ مَعَ الْعَرَبْ

۲۵/ نومبر ۱۹۹۴ء (دوسری قسط)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یو کے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ فرماتاہے "وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ (سورۃ یوسف: ۱۸) اس آیت میں مذکور نعمت کونسی ہے؟ کیا یہ وہی نعمت ہے جس کا سورۃ فاتحہ کی آیت "صراط الذین انعمت علیھم" میں ذکر ہے؟ اور اس آیت ین الفاظ "تاویل الاحادیث" سے کیامراد ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ سوال کرنے والے نے سوال کے ساتھ اس کا جواب بھی سورۃ فاتحہ کی آیت کے حوالے سے دے دیاہے۔ سورۃ فاتحہ اس نعمت کا ذکر ان لوگوں کے حوالہ سے کرتی ہے جن پراس نعمت کا ورود ہوا۔ کہ ہم ان لوگوں کا راستہ چاہتے ہیں جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ کہ ان لوگوں کا رستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔ یہ اس آیت کا خلاصہ ہے جس کا آپ نے ابھی حوالہ دیاہے۔

نعمت کیاہے؟ نعمت کا لفظ استعمال کے لحاظ سے اپنے اندر وسیع معانی رکھتاہے۔ یہ لفظ خدا تعالیٰ کی ان تمام رحمتوں اور فضلوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جن کا تعلق خواہ دنیوی امور سے ہے یا روحانی اور دینی باتوں سے۔ یہاں تک کہ لفظِ نعمت، دودھ، کھانا اور مویشی جو دودھ مہیا کرتے ہیں، اسی لئے انہیں انعام کہتے ہیں، کے لئے بھی بولا جاتاہے۔ اور اسی طرح اونٹ کے لئے بھی کیونکہ عربوں کے لئے اونٹ سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہ تھی جوان کی ہر ضرورت پوری کرتی ہے۔ اس لئے نعمت بہت وسیع لفظ ہے۔

نعمت کا لفظ جب قرآن کریم میں ایک دعا کی صورت میں ذکر ہو رہاہے تو لازم ہے کہ قرآن کریم سے ہی اس کے متعلق علم حاصل کیاجائے کہ اس دعا میں اس کا مفہوم کیاہے۔ یہ ایک اصطلاح ہے جو خدا تعالیٰ کی خاص نعمتوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری نظر سورۃ النساء کی ایک خاص آیت پر جاکر ٹھہر جاتی ہے اور مرکوز ہو جاتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتاہے:

" مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.........."(النساء: ۷۰)

بالکل وہی مضمون بیان ہو رہاہے جو سورۃ فاتحہ میں ہے۔ "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کیا یہاں ان لوگوں کے راستہ کی خواہش کی جارہی ہے جن پر دنیوی لحاظ سے خدا تعالیٰ کے انعام واکرام ہوئے یا کچھ اور بات ہو رہی ہے؟ یہ آیت وضاحت کرتی ہے کہ جب تم ان لوگوں کے راستہ کی خواہش کرتے ہو جن پر خدا تعالیٰ نے انعام کئے تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور خدا تعالیٰ کی پیروی کرو تب اس راستہ کی طرف تمہاری راہنمائی کی جائے گی جہاں تم ان وجودوں کو پاؤ گے اور تمہاری دعا کا جواب دیا جائے گا۔ اور پھر تم ان لوگوں کے کسی ایک درجہ کو حاصل کر سکو گے جن پر خدا تعالیٰ نے اپنے انعام کئے۔ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ صرف یہی وہ خاص لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا نزول ہوا۔ اور جب تم سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہو تو یہی نعمتیں تو خدا تعالیٰ سے مانگتے ہو۔

اب میں بیان کرتاہوں کہ وہ نعمتیں کیاہیں۔ ".......... من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین" (النساء: ۷۰) صرف چار منعم علیھم بیان ہوئے ہیں۔ نبی، صدیق، شہداء اور صالحین۔ ان کے علاوہ اور کسی کا ذکر نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم خدا تعالیٰ سے اس نعمت کی دعا کرتے ہیں جو خاص طور پر سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی ہے تو یہ ایک روحانی اصطلاح ہے جس کی تشریح سورۃ النساء کی اس آیت میں بیان ہے۔

سورۃ یوسف کی آیت زیر نظر میں اتمام نعمت سے مراد صرف اور صرف نبوت ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ کیونکہ نعمت کی شروعات، صالحات سے ہوتی ہیں اور یہ نعمت کا سب سے نچلا درجہ ہے۔ اس کی تکمیل کیسے ہوتی ہے؟ صالحیت ترقی کا سفر طے کرتی ہوئی شہادت اور صدیقیت کی منزلیں طے کرتی ہوئی آخر کار نبوت کی آخری منزل تک پہنچتی ہے۔ اس آیت میں قرآن کریم اتمام نعمت کا بیان کرتاہے۔ "كَمَآ اَتَمَّهَا" اے یوسف! ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تجھے درجہ نبوت تک لے جائیں گے اور تم پر اس نعمت کا اتمام کریں گے جیسے کہ ہم نے اس نعمت کا اتمام تمہارے آباءواجداد پر کیا تھا۔ آپ کی نبوت کے ثبوت میں یہ بہت صاف اور روشن حوالہ ہے۔ بے شک کہ نعمت کا لفظ دوسرے کم درجات پر بھی اطلاق پاتاہے لیکن جب اس کا رشتہ اتمام سے ہو تو پھر سوائے نبوت کے اس کا اور کوئی مطلب نہیں۔

اب میں آیت زیر نظر میں الفاظ "تاویل الاحادیث" سے متعلق کچھ بیان کرتاہوں۔ تاویل الاحادیث ایک عام طرز کلام ہے جو ہر اہم معاملہ کے علم اور اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے استعمال کیاجاتاہے۔ لیکن علماء نے اسے صرف خوابوں کی تعبیر تک ہی محدود کر دیاہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی بے انتہاء قابلیت، ذہانت اور بصیرت اور معاملات کی تہہ تک پہنچنے کی استطاعت اور خوبیوں کا ذکر ہے۔ آپ جب بھی کوئی بات دیکھتے تو فوراً اس کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے۔ اور ان میں مخفی اسرار کو حاصل کر لیتے تھے۔ یہ ایک خاص حکمت تھی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عطا کی گئی تھی جس کی بدولت ہی آپ کو قید خانہ سے رہائی ملی اور پھر دنیاوی افسری اور شہرت بھی حاصل ہوئی۔ اگر آپ کو ایسی قابلیت نہ دی گئی ہوتی تو پھر آپ خوابوں کی تعبیر بھی نہ کر سکتے۔

اب دیکھیں خدا تعالیٰ کی نعمت کیسے کام کرتی ہے۔ بے شک کہ یہ نعمت چار بنیادی مراتب اور درجوں پر مشتمل ہے لیکن یہ انسان کی تمام تر خوبیوں اور صلاحیتوں پر بسیط ہے۔ لوگ صالحین سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں اور شہداء اور صدیقوں سے بھی اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نبیوں سے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ میں ان نعمتوں کا اظہار کیسے ہوا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو گہری ذہانت کی جو قابلیت بخشی تھی اسے آپ نے مجرموں کی خوابوں کی تعبیر کے لئے بھی استعمال کیا۔ تصور کریں کہ کیسے آپ کا روحانی درجات کے حصول کا یہ سفر شروع ہوا جو آخرکار خدا تعالیٰ کی اتمام نعمت پر منتج ہوا۔ آپ جو کچھ بھی نظارہ کرتے تھے اس کی تعبیر کرتے یہاں تک کہ مجرموں کی خوابوں کی بھی تعبیر کی۔ اور ان میں سے ایک ایسا بڑا مجرم تھا جس کا سر قلم ہونا مقدر تھا۔ کوئی بھی تدبیر، یہاں تک کہ نبی کی توجہ بھی اسے تختۂ دار سے بچا نہیں سکتی تھی۔ اور آپ کو اسے بتانا پڑا کہ تمہارا انجام تختہ ہے۔ ایک نبی کا عام لوگوں کے لئے ایسا طرز عمل جو دنیاوی نظر میں انتہائی کمتر تھے اور آپ کی قابلیت و صلاحیت اور انسانیت سے ہمدردی۔ یہ وہ خوبیاں ہیں جو دوسرے بڑے ارفع درجات کی طرف آپ کی راہنمائی کرتی ہیں۔ اور آپ کی یہی تاویل الاحادیث کی صفت تھی جو حاکم وقت کی خواب کی تعبیر کے لئے کام آئی اور آپ کی رہائی کے لئے مدد ہوئی۔ جب اس حاکم کے تمام درباری علماء اور علم و حکمت کے ماہر اس کی خواب کی تعبیر لانے میں ناکام و بے بس ہو گئے تو پھر ان دو مجرموں میں سے ایک جو بچ گیا تھا، نے دربار میں ذکر کرنا شروع کیا کہ قید خانہ میں میری ایک شخص سے ملاقات ہوئی تھی وہ حیرت انگیز طور پر معاملات کو سمجھتا اور خوابوں کی تعبیر کرتاہے۔ میرے معاملہ میں بھی اس کی تعبیر سچی نکلی اور جو کچھ میرے ساتھی قیدی کے متعلق اس نے کہا تھا وہ بھی درست ثابت ہوا۔ خواب کی تعبیر سے اس نے ہمیں فیصلہ سے آگاہ کر دیا تھا۔

اس شخص کی اس بات کا اس حاکم پر اثر ہوا۔ بادشاہ نے کسی کو یا اسی شخص کو بھیجا کہ یوسف کو لے کر آئے تا دیکھیں کہ وہ ہماری خواب کی کیا تعبیر کرتاہے۔ آپ نے اس کے خواب کی تعبیر تو بتا دی لیکن قید سے رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ یہ بھی حضرت یوسفؑ کے کردار کا ایک حسین نمونہ تھا۔ عام لوگ جو خوابوں کی تعبیر کا تھوڑا بہت علم بھی رکھتے ہیں وہ اپنی اس خوبی کی بنا پر ہمیشہ ناجائز فائدہ اٹھانے اور مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ درباری علماء بھی ہمیشہ اس وجہ سے تحفے تحائف اور انعام واکرام کی نیت میں رہتے ہیں اور اپنے اس علم پر فخر کرتے ہیں۔ اس کے برعکس خواب کی عمدہ تعبیر کے بدلہ میں حاکم وقت نے حضرت یوسفؑ کو باعزت بری کرنے کی پیشکش کی۔ وہ آپ نے مسترد کر دی کہ یہ قابلیت اور نعمت تو خدا تعالیٰ نے مجھے اکرام کی ہے میں اسے دنیاوی جزاء حاصل کرنے میں کیسے استعمال کر سکتاہوں۔ مجھے صرف خواب کی تعبیر بتانے کے صلہ میں رہا نہ کیاجائے بلکہ پہلے ان الزامات سے پاک کیاجائے جو مجھ پر لگائے گئے تھے۔ میرا پاکیزہ کردار پرکھا جائے۔ پھر اس بنا پر جو بھی فیصلہ کریں مجھے منظور ہوگا۔ لیکن میں خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو دنیاوی مرتبہ یا عزت حاصل کرنے کی غرض سے کبھی استعمال نہ کروں گا۔

یہ تھی آپ کی ہر معاملہ کو سمجھنے کی فراست اور اس فیصلہ میں آپ کیسے درست تھے۔ آپ کا رڈ عمل کتنا عمدہ اور خوبصورت تھا۔ آپ اس معاملہ میں

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS

2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

حضور نے فرمایا کہ آیت یہی بتا رہی ہے کہ ہم نے تمہیں ایک زندہ خلیے سے بنایا۔ ابتداء میں زندگی مادہ شکل میں تھی۔ اور خود ہی بچے پیدا کرتی تھی۔ حضور انور نے پھر انسان کی تکمیل کے مختلف درجات کا تفصیلاً ذکر کیا اور فرمایا کہ قرآن مجید کے اس چھوٹے سے فقرے کی بلاغت کا اندازہ کریں کہ وہ انسان کو یاد دلا رہا ہے کہ فخر کی کوئی جا نہیں۔ یہ رنگ اور نسلیں کوئی چیز نہیں، تمہارا باپ ایک ہی تھا۔ حضور نے فرمایا کہ نکاح کے موقعہ پر اس آیت کا انتخاب کتنا خوبصورت اور برمحل ہے کہ اپنے آغاز کو یاد کرو اور اس مقصد کو اپنے سامنے رکھو کہ اس شادی کا مقصد انسانی نسل کی بقاء ہے۔ اور یہ آیت ہم جنس پسندی کے غیر فطری رجحان کے جواز کا قلع قمع کر رہی ہے جو خدا کے پیدا کردہ قوانین سے سرکشی اور مخلوق کے خاتمہ کا نام ہے اور ایڈز (Aids) کا دوسرا نام ہے۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ پیدا ہونے کی وجہ سے انہیں خدا کا بیٹا تسلیم کرنے کے عقیدے کو بھی مسترد کر دیا گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ تہذیب کی ابتدا خانہ کعبہ سے ہوئی۔ یہ تہذیب کا پہلا گھر تھا اور اسی پر اس کا عروج ہوا۔ آنحضرت ﷺ اس گھر کے قریب پیدا ہوئے اور نفس واحدہ کا تصور پھر سے ابھرا۔ حضور نے مزید فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ افریقہ اس سرکل کو مکمل کرنے میں اہم پارٹ ادا کرے اور افریقہ اسلام کی ترقی میں ممتاز اور نمایاں ہو کر ابھرے۔

اس سوال کے تفصیلی جواب میں بہت وقت لگا اور پھر ایک دو اور سوال کئے جا سکے۔ قبل ازیں مختصرات کے اس کالم میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

سوموار، ۱۵/ مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ۱۶/ مئی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۵ دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۱۶/ مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اردو بولنے والے احباب کے ساتھ ۲۳/ جون ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ چند اہم سوالات کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں :

☆...... فوت شدہ انسان کو ثواب پہنچانے کے لئے اسلام کا کیا حکم ہے؟ فرمایا حقوق اللہ تو انسان کی وفات کے ساتھ منقطع ہو جاتے ہیں۔ کوئی ایسی نیکی اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی جو وہ اپنی زندگی میں نہیں کرتا تھا۔ حقوق العباد کے سلسلے میں اس کے نام پر صدقہ اور چندے جو وہ دیا کرتا تھا انہیں جاری رکھا جا سکتا ہے۔

☆...... کیا اسلام میں خون کا عطیہ دینا اور اعضاءِ جسمانی بھی Donate کرنے کی اجازت ہے۔ خاص طور پر خواتین کے لئے کیا حکم ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا قرآن مجید نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ اعلیٰ زندگی کی خاطر ادنیٰ چیز قربان کی جا سکتی ہے۔ اسلئے مرنے کے بعد اعضاء دینے میں قطعی کوئی اعتراض نہیں۔ عورتوں کا کوئی استثناء نہیں۔ خون کا عطیہ دینا تو ثواب کا کام ہے۔

عام نوعیت کے سوالات بھی جن کے جوابات اکثر دئے جا چکے ہیں کئے گئے مثلاً :

☆...... پرانے عہدنامے میں لکھا ہے کہ شیطان نے حضرت ایوبؑ کو مصیبت میں ڈالا۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

☆...... ہماری جماعت کہتی ہے کہ نبوت کا فیضان بند نہیں ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ نے ایک آنے والے کی پیشگوئی کی۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی کسی آنے والے کے متعلق پیشگوئی کی؟۔ حضور نے فرمایا کہ اصل میں یہ پیشگوئی اغراض نبوت کے بارے میں ہے۔ جب مہدی آجائے گا تو "لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" کی بات پوری ہو جائے گی۔ لمبے عرصے تک ٹھنڈی ہوائیں چلیں گی اور اسلام اپنے درجہ کمال کو پہنچ جائے گا پھر ہوا کا رخ پلٹنے لگے گا اور آہستہ آہستہ اشرار زیادہ اور ابرار کم ہونے لگیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آخر پر ایک قہری تجلی والا مسیح آئے گا اور قیامت کبریٰ سے پہلے انذار کرے گا جس کا انکار کر دیا جائے گا تو اس وقت اشرار پر قیامت آئے گی۔

چند ایک مزید سوالات یہ تھے :

☆...... الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" پر حضور روشنی ڈالیں۔

☆...... اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ میں حج تو صرف ایک دن ہوتا ہے تو مہینوں سے کیا مراد ہے؟

☆...... ایک شخص پر حج فرض ہے۔ کیا عمرہ کر کے وہ اس فرض سے سبکدوش ہو جاتا ہے؟

بدھ، ۱۷/ مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی ۷/ جولائی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ سوالات کے مختصر جوابات افادۂ قارئین کے لئے درج ذیل ہیں :

☆...... بعض دفعہ نماز میں خیالات منتشر ہو جاتے ہیں۔ انہیں مرکوز کرنے کے لئے کیا کیا جائے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ انسانی فطرت ہے کہ کسی غیر معمولی دباؤ یا تمنا کی وجہ سے مختلف خیالات انسان کو گھیر لیتے ہیں۔ انسان کو خود ہی اپنا تجزیہ کرنا چاہئے۔ اگر نفسانی خواہشات غالب آ رہی ہوں تو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے ذریعے مدد مانگنی چاہئے۔

☆...... سائنس دان حقیقت پسند ہوتے ہیں لیکن اکثر مذہب کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کیوں؟ حضور نے فرمایا وہ اکثر حقیقت پسند نہیں ہوتے اور اپنی ریسرچ میں بھی اپنی باتوں کو چھپا جاتے ہیں۔ بڑے لمبے عرصے تک ان میں یہ چرچا رہا کہ جو بھی سائنس کے میدان میں خدا کا نام لے گا اسے باہر نکال پھینکا جائے گا۔ اب رجحان کچھ بدلے ہیں۔ سائنس کی دنیا میں خدا کا نام لینا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ اب تقریباً ۲۵ فیصد خدا کے قائل ہو چکے ہیں۔ لیکن اب بھی سائنس دانوں میں کٹر مولوی پائے جاتے ہیں۔

☆...... ایک سائنسی عمل کے نتیجہ میں مچھلی اپنے حجم سے بہت بڑی ہو گئی۔ تو کیا یہ قدرت کے نظام میں دخل اندازی نہیں؟۔ حضور نے فرمایا اگر کسی مخلوق کی ماہیت کو تبدیل نہ کیا جائے اور تبدیلی انسان کی مثبت فائدے کے لئے ہو تو قابل اعتراض نہیں۔

ان کے علاوہ درج ذیل سوالات بھی کئے گئے :

☆...... حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب "نظام نو" پر ہی انشاء اللہ دنیا کے لئے نظام کی بنیاد رکھی جائے گی۔ اس کی implemetation کس طرح ہو گی؟

☆...... یونانی طب، ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی میں کیا رشتہ ہے؟

جمعرات، ۱۸/ مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۶، جو ۱۷/ مئی ۱۹۹۴ء کو پہلی بار ریکارڈ اور براڈکاسٹ ہوئی تھی نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۹/ مارچ ۱۹۹۹ء :

آج فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کا ۱۴/ مارچ ۱۹۹۹ء کو ریکارڈ کیا گیا پروگرام براڈکاسٹ کیا گیا۔ مختصر کارروائی درج ذیل ہے :

☆...... مردوں کے لئے پردہ یہ ہے کہ آنکھیں نیچی کر لیں۔ عورتوں کو سر ڈھانکنے کا بھی حکم ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا سر ڈھانکنا دونوں کے لئے ضروری ہے۔ یہ دونوں احکام عفت کے لئے مددگار ہیں اس لئے اختیار کرنے چاہئیں۔

☆...... کعبہ پر کالا غلاف پہلے تو نہیں ہوتا تھا۔ کیا اسے ہٹایا نہیں جا سکتا؟۔ حضور نے فرمایا یہ آنحضرت ﷺ کی سنت نہیں ہے۔ مساجد کی زینت تقویٰ کے ساتھ ہوتی ہے۔

☆...... رمضان المبارک میں حضور نے درود اور استغفار پر زور دیا تھا۔ حضور کچھ مزید بتائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ احادیث میں مختلف قسم کے استغفار مختلف لوگوں کی استعداد کے مطابق ملتے ہیں۔ بعض استغفار کم درجہ کے تقویٰ کے لوگوں کے لئے مشکل ہوتے ہیں۔ جبکہ دوسرے ان سے ازحد خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے جو آپ کو آسان اور مطمئن کرے وہ اختیار کریں۔

☆...... اس سائنسی دور میں لوگوں کی صحتیں اچھی ہیں اور عمریں لمبی ہیں تو کیا انصار کی عمر کی حد یعنی چالیس سال سے زیادہ نہ کر دی جائے؟۔ حضور انور نے برجستہ فرمایا کہ تاریخ کے مطالعہ سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ماضی میں عمریں بہت لمبی ہوتی تھیں۔ خوراک خالص اور لوگ محنت کش ہوتے تھے۔ اس لئے چالیس سال کے بعد خواہ وہ جتنی بھی دیر زندہ رہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ ۴۰ سال انسانی ذہانت کی معیاری عمر ہے اس لئے نبوت بھی ۴۰ سال کی عمر پر مقرر کی گئی۔ اور اگر آپ کی بات مانی جائے تو ہر دوسرے چوتھے انصار کی عمر کی حد بدلنی پڑے گی۔

ذیل کے سوالات کے جوابات بھی حضور انور نے ارشاد فرمائے :

☆...... سورۃ التوبہ میں یہود کے عزیر کو ابن اللہ کہنے اور عیسائیوں کے مسیح کو ابن اللہ کہنے کی تفصیلات کا بیان۔

☆...... امریکہ والے کئی سو بلین ڈالرز کے خرچ سے فضا میں ایک فضائی سٹیشن بنانا چاہتے ہیں۔ کیا انسان کے مستقبل کے فائدے کے لئے اس کا کوئی جواز ہے؟

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

کلام پڑھ کر پھونکنا

ایک دوست نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جائے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تا کہ اس کو شفا ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا :

بیشک قرآن شریف میں شفا ہے۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے مگر اس طرح کے کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلا ہے۔ قرآن شریف کو تم اس امتحان میں نہ ڈالو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دعا کرو۔ تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۳ صفحہ ۴ مورخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ ملفوظات جلد ۹ مطبوعہ لندن صفحہ ۷۰)

اہم امور میں مشاورت سے متعلق

اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(محمد طاہر ندیم)

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُم وَلَو كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُم وَاسْتَغْفِر لَهُم وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۔ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ. إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾

(آل عمران:۱۶۰)

اور تو اس عظیم الشان رحمت کی وجہ سے (ہی) جو اللہ کی طرف سے (تجھے دی گئی) ہے۔ ان کے لئے نرم واقع ہوا ہے اور اگر تو بد اخلاق ہوتا اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔ پس تو انہیں معاف کر دے اور ان کے لئے (خدا سے) بخشش مانگ اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ (لیا) کر۔ پھر جب تو (کسی بات کا) پختہ ارادہ کر لے تو اللہ پر توکل کر۔ اللہ توکل کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

سیرت نبویؐ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ حکم الٰہی "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" کی تعمیل میں ہمیشہ صحابہ کرام سے اہم امور میں مشورہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ بعض صحابہ نے بعض امور میں اجتماعی فائدہ کے پیش نظر از خود بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنی رائے کو پیش کیا اور اس کے درست ہونے کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے اس کو قبول فرمایا یہ بھی "وَشَاوِرْهُمْ" ہی کی ایک صورت ہے۔ آیئے اب سیرت نبوی سے اس خلق عظیم کے چند نمونے ملاحظہ کرتے ہیں۔

جنگ بدر کے موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ کو قریش مکہ کے مسلمانوں کی طرف جنگ کی نیت سے نکلنے کی خبر ملی تو آپؐ نے صحابہ سے اس سلسلہ میں مشورہ طلب فرمایا۔ مہاجرین نے اس موقعہ پر بہت اچھی بات کی اور ان میں سے حضرت مقداد بن عمروؓ نے کہا : اے رسول خدا، آپ وہی کریں جس کا خدا نے آپ کو حکم دیا ہے، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم ہم آپ سے ویسا سلوک ہر گز نہیں کریں گے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ جب انہوں نے کہا کہ جا تو اور تیرا رب جا کر لڑتے پھرو ہم تو یہاں سے نہیں ہلنے والے۔ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے اور آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو نہ روند لے"۔ اس پر جوش تقریر پر آپؐ بہت خوش ہوئے اور حضرت مقداد کو دعا دی۔

اس کے بعد آپؐ نے دوبارہ اپنا وہی جملہ دہرایا کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔ در حقیقت آپؐ انصار کی رائے لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ بولے : "یارسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کے برحق ہونے کی تصدیق کی ہے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ جو تعلیم آپ لے کر آئے ہیں وہ سچی تعلیم ہے اور اس پر کاربند رہنے اور آپؐ کی اطاعت کرنے پر ہم نے آپؐ سے عہد و پیمان کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپؐ جو کرنا چاہتے ہیں کریں ہمیشہ آپؐ ہمیں اپنے ساتھ پائیں گے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر آپ ہمیں اپنے ساتھ اس سمندر میں بھی کودنے کو کہیں گے تو ہم میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو سمندر کی لہروں کا سینہ چیر کر آپؐ کے ساتھ نہ ہو لے۔ اے رسول خدا! آپ کا ہمیں دشمن کے سامنے لا کھڑا کرنا ہمیں ہر گز ناگوار نہیں گزرا۔ ہم تو جنگوں میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والی قوم ہیں۔ اور شاید اب وہ وقت بہت قریب ہے جبکہ خدا تعالیٰ آپؐ کو ہماری طرف سے فدائیت کے وہ نظارے دکھلا دے گا جس سے آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی"۔ حضرت سعدؓ کی اس پر ایمان اور پر جوش تقریر کو سن کر حضورؐ بہت خوش ہوئے۔

(السيرة النبوية لابن ہشام۔ الجزء الثانی صفحه ۲۶۶،۲۶۷۔ دارالقلم بیروت ۔ الطبعه الاولیٰ ۱۹۸۰ء اور تاریخ الطبری لابی جعفر الطبری الجزء الثانی صفحه ۴۳۴ دارسویدان بیروت طبعه ۱۹۷۰ء)

☆......☆......☆

جنگ بدر میں ہی جب کفار مکہ نے بدر کی وادی کے عدوۂ قصوی پر ڈیرہ ڈالا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کے ساتھ ماءِ بدر کے قریب پڑاؤ فرمایا۔ اس موقعہ پر حضرت حباب بن المنذرؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا، یارسول اللہ کیا اس مقام پر قیام کرنے کا حکم خدا نے آپ کو دیا ہے کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر اس جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے یا کہ پھر یہ آپ کی رائے ہے اور جنگی حربہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا بلکہ یہ رائے ہے اور جنگی حربہ ہے۔ اس پر حبابؓ نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ جگہ ہمارے ٹھہرنے کی نہیں ہے بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں پانی کے اس کنارے پر پڑاؤ کرنا چاہئے جو کفار کے نزدیک ہے۔ اس طرح ہم پیچھے کی جانب زمین کھود کر حوض بنالیں گے اور پانی اس میں سٹور کر لیں گے۔ یوں جنگ کے دوران ہم تو پانی پی سکیں گے جبکہ وہ اس سے محروم رہیں گے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ مشورہ بہت پسند آیا چنانچہ آپ اٹھے اور وہی جگہ قیام کے لئے اختیار فرمائی جس کی طرف حبابؓ نے اشارہ کیا تھا۔ اور فرمایا اے حبابؓ تمہاری رائے واقعی بہت اچھی ہے۔

(السيرة النبوية لابن ہشام الجزء الثانی صفحه ۲۷۲۔ دارالقلم بیروت۔ الطبعة الاولیٰ ۱۹۸۰ء ۔ الطبقات الكبریٰ لابن سعد الجزء الثانی صفحه ۱۱ دارالکتب العلمیه الطبعة الاولیٰ ۱۹۹۰ء)

☆......☆......☆

جنگ بدر میں اسلحہ سے لیس کفار کے حشد کبیر کے مقابلہ میں مٹھی بھر مسلمانوں اور قلت سامان حرب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔ اس غزوہ میں جہاں مشرکین کے بڑے بڑے سردار مارے گئے وہاں ان کی ایک بڑی تعداد قیدیوں کی صورت میں مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی۔ اب ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے ؟ اس معاملہ میں حضور ﷺ نے ایک دفعہ پھر صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ اس کے جواب میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مشورہ تھا کہ ان قیدیوں کے ورثاء سے فدیہ لے کر ان کی جان بخشی کر دی جائے۔ یوں جہاں فدیہ کے مال سے دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کی قوت میں مزید اضافہ ہوگا وہاں یہ بھی امید ہو گی کہ ان رہا شدہ قیدیوں کو شاید اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اور یہ اسلام قبول کر لیں۔ جبکہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے خدا کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے اور یہ سب آئمۃ الکفر ہیں لہذا ان کا قتل کرنا ہی بہتر ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دونوں مشورے سنے اور رحمت کا پہلو اختیار کرتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا۔

(صحيح مسلم كتاب الجهاد والسير باب امداد الملائكة فی غزوة بدر و اباحة الغنائم حدیث نمبر ۱۷۶۳ ۔ اور تاریخ طبری الجزء الثانی صفحه ۴۷۴،۴۷۵ دارسویدان بیروت طبعة ۱۹۷۰)

☆......☆......☆

جنگ احد کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ پھر صحابہ سے فرمایا کہ مجھے مشورہ دیں کہ کیا کریں؟ آیا ہم مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا سامنا کریں یا پھر مدینہ میں ہی رہیں اور اگر دشمن اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اس کا مقابلہ کریں۔ اس سلسلہ میں اکثر بزرگ صحابہ نے یہی مشورہ دیا کہ مدینہ سے باہر نہ نکلا جائے۔ جبکہ صحابہ کی ایک بڑی تعداد نے جو کہ جنگ بدر میں شمولیت کی سعادت سے محروم رہ گئے تھے، مدینہ چھوڑنے اور باہر نکل کر دشمن سے لڑنے کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ یارسول اللہ آپ ہمیں لے کر دشمن کی طرف نکلیں تا کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ ہم بزدل اور کمزور ہیں۔ آنحضرت ﷺ بذات خود مدینہ میں رہ کر دفاع کرنے والی رائے کے حق میں تھے۔ لیکن مدینہ سے نکلنے والی رائے کے حامی صحابہ کے مسلسل اصرار کرنے پر آپؐ نے اسے قبول فرمالیا۔ چنانچہ اپنے گھر تشریف لے گئے، ذرع پہنی، اپنا اسلحہ اٹھایا اور نکلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ دوسری طرف مدینہ سے نکلنے پر اصرار کرنے والے صحابہ کو شاید اپنی غلطی کا احساس ہوا لہذا جب آپؐ باہر تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ شاید ہم نے بے جا اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے اب اگر آپ پسند فرمائیں تو بے شک مدینہ میں ہی رہیں اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہاں پر "فَاذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ" کا عظیم الشان نظارہ دیکھنے میں آیا۔ جبکہ آپؐ نے فرمایا: "کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ اگر اس نے جنگ کی غرض سے اپنی ذرع پہن لی ہو تو پھر جنگ کئے بغیر اس کو اتار دے"۔

(السيرة النبوية لابن ہشام الجزء الثالث صفحه ۶۷،۶۸۔ اور مسند احمد بن حنبل الجزء الثالث صفحه ۳۵۱ المكتب الاسلامی۔ الطبعه الخامسه ۱۹۸۵ء

☆......☆......☆

جنگ خندق کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ کو قریش مکہ اور دیگر احزاب و قبائل مشرکین کے مسلمانوں کی طرف خروج کی خبر ملی تو آپؐ نے صحابہ کو جمع کیا اور انہیں دشمن کے عزائم کے بارہ میں آگاہ کر کے مشورہ طلب فرمایا تا کہ ان کے سدباب کے لئے کوئی حکمت عملی اختیار کی جا سکے۔ اس کے جواب میں صحابہ کرام کی طرف سے کئی آراء پیش کی گئیں جن میں سے ایک رائے حضرت سلمان فارسیؓ کی تھی۔ آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر ہمارے ملک میں ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی تو ہم دشمن سے بچاؤ کی خاطر شہر کے گرد خندق کھود دیتے اور خود اندر رہ کر اپنا دفاع کرتے۔ یہ بات آنحضرت ﷺ کو بہت پسند آئی اور اس پر ہی عمل کر کے خندق کھودی گئی۔ واضح رہے کہ عربوں میں جنگ کے دوران اپنی حفاظت کے لئے خندق کھودنے کا رواج نہیں تھا اس لئے جب مشرکین کا دس ہزاری لشکر مدینہ پہنچا تو وہ خندق دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ حربہ عربوں نے تو کبھی استعمال نہیں کیا تھا۔

(الطبقات الكبریٰ لابن سعد الجزء الثانی صفحه ۵۱ دارالکتب العلمیه بیروت الطبعة الاولیٰ ۱۹۹۰ء اور کتاب المغازی للواقدی الجزء الثانی صفحه ۴۴۵ عالم الکتب بیروت الطبعه ۱۹۶۶ء)

☆......☆......☆

جنگ خندق میں ہی جب بنو قریظہ نے عہد شکنی کرتے ہوئے مشرکین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی ٹھان لی اور دیگر بڑے قبائل میں سے بنی فزارہ، بنی مُرّہ اور بنی غطفان بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ایسے میں منافقوں نے طرح طرح کی حوصلہ پست کرنے والی باتیں پھیلانی شروع کر دیں مثلاً یہ کہ محمد تو ہم سے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے وعدے کیا کرتا تھا اور آج ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں نکل سکتے۔ ایسی باتیں یقیناً جنگ کے دوران خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں لہذا شاید آنحضور ﷺ نے صحابہ کی قوتِ ایمانی، ان کے الٰہی نصرت و تائید پر اعتماد اور اعلائے کلمۂ حق کی خاطر ان کے جوش و جذبہ کو پرکھنا چاہا۔ چنانچہ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیوں نہ ہم "غطفان" سے مدینہ کی ایک تہائی پھلوں کی پیشکش کے عوض صلح کا ہاتھ بڑھائیں۔ اس سلسلہ میں آپؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے مشورہ طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ! کیا ایسا کرنا آپ کی ذاتی خواہش ہے یا اس کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے یا پھر آپ ایسا صرف ہماری خاطر کرنا چاہتے ہیں ؟۔ آپؐ نے فرمایا بلکہ یہ میں تمہاری ہی خاطر کرنا چاہتا ہوں تا کہ کفار کی قوت کو کسی قدر کم کیا جا سکے۔ اس پر حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا "اگر ایسا ہے تو خدا کی قسم پھر ہم ان کو سوائے تلوار کی دھار کے اور کچھ نہیں

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

دعا کی برکات

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی دعاؤں کے ذاتی تجربات کی کچھ مثالیں روزنامہ ”الفضل“ ربوہ یکم ستمبر ۹۸ء میں شائع ہوئی ہیں- آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ شفائے امراض کی لائن میں تو مَیں نے اس قدر عجائبات خدا تعالیٰ کے فضلوں اور دعا کی قبولیت کے دیکھے ہیں کہ کوئی شمار نہیں- ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالقادر صاحبؓ کی آنکھیں میں نے بنائیں اور چوتھے دن پٹی کھولنے پر دیکھا کہ دونوں آنکھوں کے اندرونی پردوں میں سخت سوزش اور ورم تھا- بیقراری سے حضرت صاحب اور حضرت اماں جانؓ سے دعا کے لئے عرض کیا نیز خود بھی بہت دعا کی- صرف ایک ہفتہ کے اندر آنکھیں بالکل صاف ہو گئیں اور عمومی قاعدہ کے برخلاف مرض کا کوئی نشان یا آثار باقی نہ رہے- ......اس بیماری کا کامل طور پر صاف ہو جانا اور دونوں آنکھوں کا بچ جانا میرے علم میں کبھی نہیں آیا، بلکہ لوگوں کو اندھے ہوتے ہی دیکھا ہے-

☆ ۱۹۰۵ء میں مَیں ملازم ہوا تو تین ماہ میں بہت مقروض ہو گیا اور سخت تکلیف اور پریشانی میں دعا کی کہ یا اللہ مجھے کبھی قرض کی بلا میں نہ پھنسائیو- چنانچہ اب تیس سال کے بعد یہ اظہار کرنے میں حرج نہیں سمجھتا کہ پھر کبھی مجھ پر کسی قسم کا قرضہ نہیں چڑھا اور ہر رات قرضے کی طرف سے بے فکری کی نیند ہی سویا ہوں- ......بے فکری کی نیند کی ایک اور وجہ بھی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح (الثانیؓ) نے ایک دفعہ بیان کی تھی کہ جب انسان سونے کیلئے لیٹے تو اس وقت تمام لوگوں کے قصور معاف کر کے سوئے- ......اور مَیں اس نصیحت پر دل میں ہی نہیں زبان سے بھی عمل کرتا ہوں-

☆ ایک جاڑے کے موسم میں ٹرین کا ساری رات کا سفر درپیش آگیا- برتھ ریزرو نہ ہو سکی- مَیں نے دعا کی، ٹکٹ لیا اور سوار ہو گیا- ......سب مسافر برتھوں پر دراز اور ہم ہیں کہ ڈبہ کے دروازے میں اُس کے فضل کے انتظار میں کھڑے ہیں- روانگی سے ۵ منٹ پہلے ایک شخص آیا اور جبریہ ایک مسافر کو اتار کر لے گیا کہ فلاں بڑا ضروری کام رہ گیا ہے کل چلے جانا- اب اُس کا برتھ اوپر کا تھا اور مجھے اوپر تکلیف ہوتی ہے اس لئے نیچے کا برتھ چاہتا تھا- اتنے میں ایک انگریز درمیانے برتھ سے اٹھا اور کہنے لگا ”اگر آپکو اعتراض نہ ہو تو میں اوپر کے برتھ پر سو جاؤں مجھے یہ نیچے کی جگہ پسند نہیں“- میں نے کہا اچھا اور بستر بچھا کر لیٹ گیا- مگر نیند کہاں!- اس واقعہ نے میرا دل اپنے رحیم و کریم کے احسان کے شکر میں بالکل پگھلا دیا-

☆ ایک دفعہ میرا تبادلہ شملہ ہو گیا جہاں کے سول سرجن کرنل جوڈوائن کی سخت زبانی اور سخت گیری اتنی مشہور تھی کہ میں نے دعا کی کہ خدایا تو مجھے ہر قسم کی سختی سے بچائیو- جب شملہ پہنچا تو علم ہوا کہ کرنل بیمار اور ہسپتال میں داخل ہیں- قریباً ایک ہفتہ بعد ہی وہ طبّی مشورے سے لمبی چھٹی پر ولایت چلے گئے اور پھر کبھی واپس نہیں آئے- اُن کی جگہ کرنل ہمیلیے آئے جو ایک نیک نہاد افسر تھے اور میرے بڑے محسن ثابت ہوئے-

☆ ایک بار ایسی سخت مصیبت آئی کہ میرا مالی نقصان بھی ہوا، صحت کو سخت دھکا لگا اور کام نے مجھے توڑ کر رکھ دیا- لیکن بعض لوگوں نے ایک بڑے آدمی کی پشت پناہی کی وجہ سے میرے کئی اختیارات سلب کر لئے اور ایک شریف آدمی کی توہین کے سب طریقے اختیار کئے- میں ڈر کے مارے دعا بھی نہیں کرتا تھا کیونکہ میں نے اس مصیبت میں امتحان کا رنگ محسوس کر لیا تھا- ...... آخر خدا تعالیٰ نے خود ایک شخص کو میرا وکیل بنا کر کھڑا کر دیا جس نے میرے علم کے بغیر ایسا ایڈریس حاکم کے سامنے پیش کیا کہ حاکم نے میرے کام کی تعریف کی اور ایک دوسرے حاکم نے مجھے کہا کہ معاملہ کھل گیا ہے کہ یہ لوگ پشت کی طرف سے تم پر چھری چلا رہے تھے- چنانچہ سرکار نے مجھے نقصانات کا کچھ معاوضہ دیا اور خطاب بھی- اور وہ لوگ منتشر کر دیئے گئے- پھر میں رخصت پر قادیان آگیا ...... ایک روز سارا صوبہ زلزلہ کی زد میں آگیا اور وہ بڑا آدمی جس کی طاقت پر لوگوں نے ریشہ دوانیاں کی تھیں، دم کے دم میں ختم ہوا- اللہ نے مجھے ایک نہایت عمدہ جگہ پر میری مرضی دریافت کر کے بھیج دیا اور وہاں کام کا بوجھ ہلکا کر کے تنخواہ بہت بڑھا دی- اور اس متوفی کی بیوہ اور بچوں کے شفقت کے ساتھ مفت علاج معالجہ کی مدت دراز تک توفیق دی تا کہ ثابت کر دے کہ میرے دل میں اس سے کسی قسم کی عداوت نہ تھی بلکہ وہ الٰہی تقدیر تھی جو براہ راست نازل ہوئی-

☆ غالباً ۱۹۲۵ء میں میرا تبادلہ گوجرہ ہو گیا- میں موٹر سائیکل اور سائیڈ کار پر قادیان ہوتا ہوا بذریعہ نہر کی پٹڑی آگے چلا- موٹر سائیکل کرایہ کا مستری چلا رہا تھا اور میں سائیڈ کار میں بیٹھا تھا- جب ہم قادیان سے اٹھارہ بیس میل نکل آئے تو موٹر سائیکل یکدم ٹوٹ گیا- جنڈیالہ ریلوے سٹیشن پانچ سات میل دور تھا- مستری میرے کہنے پر ایک ٹوٹا پھوٹا گڈا لے آیا جس پر موٹر سائیکل لاد دی- لیکن مجھے فکر ہوا کہ غروب آفتاب کا وقت ہے، جنگل کا راستہ، نہ مستری قابل اعتماد ہے نہ گڈے والے- پھر جیب میں کافی نقدی تھی اور رات کے وقت چلنا بھی مشکل- خدایا تو ہی کوئی انتظام کر- ...... ابھی روانہ بھی نہ ہوئے تھے کہ پیچھے سے ہارن سنائی دیا اور ایک کار یکدم سامنے آکر کھڑی ہو گئی، اندر حضرت صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کے چہرے نظر آئے- پہلے تو دھوکہ ہوا کہ یہ یہاں کہاں!- وہم ہے یا خواب- مگر جب وہ بولے تو یقین آیا کہ فرشتے نہیں بلکہ انسان ہیں- چنانچہ اُن کے ہمراہ سیدھا لاہور تک آگیا- اس عجیب اور بروقت آسمانی مدد سے دل شکر کے جذبات سے اتنا لبریز تھا کہ سارے راستے بڑی مصیبت سے اپنے تئیں ضبط کرتا آیا-

-......☆......☆......☆......-

جنرل عبدالعلی ملک

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۱؍ستمبر ۹۸ء میں آغا بابر کے قلم سے محترم جنرل عبدالعلی ملک صاحب کے حسنِ کردار اور شجاعت کے بارے میں ایک مضمون ”پاکستان لنک“ (نیویارک) سے منقول ہے- مضمون نگار کا بیان ہے کہ جنرل ملک جب کرنل تھے تو میری اُن سے ملاقات سیالکوٹ میں ہوئی- بڑے دھیمے مزاج میں آہستہ بات کرتے، آنکھوں میں سمندر کی گہرائی، پیشانی پر اقبال مندی، چہرہ نرم نرم جس پر فوج کی کرختگی نام کو دکھائی نہ دیتی- ...... ۶۵ء میں چونڈے کی سرحد پر ایسی قیادت کا مظاہرہ کیا جو پاکستانی فوج کی تاریخ میں درخشندہ حروف میں ہمیشہ کے لئے کندہ ہو گیا- جنگ کے بعد کہا جانے لگا کہ جنگ کو Three As نے جیتا ہے- ایک اے، اللہ- دوسرا ایر فورس اور تیسرا آرٹلری (توپخانہ)- جنرل ایوب خان نے جب سیالکوٹ سیکٹر میں فوج سے خطاب کیا تو کہا کہ ایک چوتھا ’اے‘ بھی ہے اور وہ ہے ’علی‘ (عبدالعلی)- پاکستانی فوج کے ہاتھوں ٹینکوں کا جو قبرستان میدان جنگ میں نظر آرہا تھا اس وقت پاکستانی فوج کی کم تعداد اور مہارت کے پیش نظر عالمی نامہ نگار اس فتح کو گیلی پولی اور پانی پت کی لڑائیوں سے مناسبت دے رہے تھے- ...... دونوں بھائی ہیرو تھے- بڑا بھائی لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک چھمب جوڑیاں کشمیر کا ہیرو، چھوٹا بھائی لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک چونڈے کی ٹینکوں کی لڑائی کا ہیرو- یہ دو مایہ ناز جرنیل ہمارے دو جگمگاتے ستارے تھے-

-......☆......☆......☆......-

مقبرہ جہانگیر لاہور

مغل بادشاہ جہانگیر کا اصل نام سلیم تھا جو ۱۵۶۴ء میں شہنشاہ اکبر اعظم کے ہاں راجپوت رانی مریم الزمانی کے بطن سے پیدا ہوا- ۱۶۰۵ء میں تخت نشین ہوا اور قریباً ساڑھے اکیس سال نہایت شان سے حکومت کر کے ۸؍نومبر ۱۶۲۷ء کو کشمیر سے لاہور واپس آتے ہوئے راجوری کے مقام پر فوت ہوا- اُسے دریائے راوی کے کنارے واقع ملکہ نور جہاں کے باغ دلکشا کے وسط میں دفن کیا گیا- اس باغ کو جہانگیر نے باغ دلآمیز کے نام سے بھی یاد کیا ہے- جہانگیر کا مقبرہ اُس کے بیٹے شاہجہان نے بنوایا تھا جو دس سال کی مدت میں دس لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہوا- اس مقبرے کے بارے میں ایک مختصر مضمون مکرم عطاء المنان طاہر صاحب کے قلم سے روزنامہ ”الفضل“ ربوہ یکم ستمبر ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے-

باغ دلکشا کے گرد بلند و بالا فصیل ہے اور اس کا ہر پہلو ۱۵۳۸؍فُٹ ہے- باغ کے اندر پختہ روشیں اور سڑکیں ہیں- باغ فواروں اور بارہ دریوں سے آراستہ ہے اور اس میں داخل ہونے کے لئے پچاس فٹ اونچا دو منزلہ دروازہ ہے-

مقبرہ جہانگیر، چار فُٹ اونچے پلیٹ فارم پر تعمیر کی گئی ایک مربع عمارت میں ہے جس کا ہر پہلو ۲۶۷؍فُٹ ہے- عمارت کے چاروں طرف متعدد کمرے ہیں جن کے آگے محرابی چھتوں والے برآمدے بنائے گئے ہیں- عمارت کے اندر پھولدار ڈیزائن ہے اور دیواروں پر پچی کاری اور غالب کاری کی گئی ہے- مقبرے کی چاروں اطراف سنگ سرخ سے مزیّن ہیں جس کی سلوں پر سنگ مرمر سے آرائشی کام کیا گیا ہے-

عمارت کے چاروں کونوں پر ہشت پہلو مینار ہیں- ہر مینار سو فُٹ بلند ہے جسکی پانچ منزلیں اور ساٹھ سیڑھیاں ہیں- مینار پر سنگ مرمر اور پیلے پتھروں سے خوبصورت لہریا بنایا گیا ہے- عمارت کے وسط میں نہایت کشادہ، ہشت پہلو کمرہ ہے جس میں جہانگیر کی قبر ہے- قبر کا تعویذ سنگ مرمر سے آراستہ ہے جس پر قیمتی پتھروں سے جڑائی کی گئی ہے اور اس کے دونوں طرف خدا تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام کندہ ہیں- سر کی طرف یہ تحریر ہے : ”هوالله الذى لااله الا هو عالم الغيب والشهاده هوالرحمان الرحيم“-

مقبرے کے مغرب میں اکبری سرائے ہے جس کے چاروں اطراف میں ۱۸۰ کمرے ہیں اور ہر کمرے کے سامنے برآمدہ ہے- سرائے میں دو دروازے ہیں اور اس سے آگے تین گنبدوں والی مسجد ہے جس کے درمیان میں حوض ہے-

رنجیت سنگھ کے زمانہ میں یہ سرائے چھاؤنی بنا دی گئی تھی اور مقبرے کو شدید نقصان پہنچا تھا- پھر جنرل امائس اور سلطان محمد خان نے اس مقبرے کو بطور رہائش استعمال کیا جس سے مزید نقصان ہوا- انگریزوں نے ۱۸۸۹ء میں مقبرے کی مرمّت کا کام شروع کیا-

ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے اپنے بچپن میں حضرت مسیح موعودؑ سے کہا کہ میں جہانگیر کا مقبرہ دیکھنا چاہتا ہوں- اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا ”میاں تم جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے کے لئے بے شک جاؤ لیکن اُس کی قبر پر کھڑے نہ ہونا کیونکہ اُس نے ہمارے ایک بھائی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ہتک کی تھی“-

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

26/03/99 - 01/04/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 2nd April 1999 — *15 Zul Hajj 1419*

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.45 Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No.17 (R)
- 01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 84 (R)
- 02.05 From the Archives: Q/A Session (R) Rec:29.03.86, with Huzoor
- 03.20 Urdu Class: Lesson No. 405 (R)
- 04.25 Learning Arabic: Lesson No.34 (R)
- 04.45 Homeopathy Class: Lesson No.20 Rec: 13.06.94
- 06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 06.50 Children's Corner: Quran Pronunciation
- 07.10 Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Class, Rec.17.08.94
- 08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.84 (R)
- 09.45 Urdu Class: Lesson No.405 (R)
- 10.50 Indonesian Service: -
- 11.25 Bengali Service: Ameer's Address, Part 1
- 12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 12.55 Darood Shareef
- 13.00 Friday Sermon - LIVE
- 14.15 Rencontre Avec Les Francophones:
- 15.15 Friday Sermon: Rec, 02.04.99 (R)
- 16.30 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt3
- 16.55 German Service
- 18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
- 18.30 Urdu Class(New): Rec. 31/03/99
- 19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 85 Rec: 05.10.95
- 20.45 MTA Belgium: Children's Class, No.26
- 21.15 Medical Matters: Teeth/Heart disease Pt2
- 21.50 Friday Sermon: Rec.02.04.99 (R)
- 22.45 Rencontre Avec Les Francophones: (R)

Saturday 3rd April 1999 — *16 Zul Hajj 1419*

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.35 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt 3
- 01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 85 (R)
- 02.10 Friday Sermon: Rec, 02/04/99 (R)
- 03.15 Urdu Class(New): (R)
- 04.25 Computers for Everyone: Part 104 (R)
- 05.00 Rencontre Avec Les Francophones (R)
- 06.00 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 06.45 Children's Corner: Let's Learn Salat #3(R)
- 07.10 Mauritian Programme: Jalsa Salana 1997
- 08.05 Medical Matters: Kidney Diseases (R)
- 08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 85 (R)
- 09.55 Urdu Class(New): With Huzoor (R)
- 11.00 Indonesian Service
- 12.05 Tilawat, News
- 12.35 Learning Danish: Lesson No. 17
- 13.05 Interview: with Saqib Zervi Sahib, Pt3
- 14.05 Bengali Service: In praise of the Imam Mahdi (AS), More.......
- 15.10 Children's Class: with Huzoor
- 16.15 Children's Corner: Quran Quiz Pt44
- 16.35 Hikayate Shereen: Story No. 2
- 16.50 German Service:
- 18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
- 18.25 Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 02.04.99
- 19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.86 Rec:10.10.95
- 20.35 Al Tafeseer ul Kabir: Lesson No.36
- 21.00 Q/A With Huzoor: from London Rec:28.03.86, Part 2
- 22.25 Children's Class: with Huzoor
- 23.40 Learning Danish: Lesson No.17

Sunday 4th April 1999 — *17 Zul Hajj 1419*

- 00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
- 00.55 Children's Corner: Quran Quiz, No.44 (R)
- 01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.86(R)
- 02.20 Interview of Saqib Zervi Sahib Part 3 (R)
- 03.00 Urdu Class: Lesson No. 406 (R)
- 04.05 Hikayat-e-Sherreen: Story No. 2
- 04.20 Learning Danish: Lesson No. 17 (R)
- 04.50 Children's Class (R)
- 06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
- 06.55 Children's Corner: Quran Quiz, Part 44(R)
- 07.20 Majlis-e-Irfan: From London Rec: 23.03.86(R)
- 08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.86 (R)
- 09.45 Urdu Class: Lesson No.406 (R)
- 10.55 Indonesian Service
- 12.05 Tilawat, News
- 12.30 Learning Chinese: Lesson No. 119
- 13.00 Friday Sermon By Huzoor Rec: 02.04.99
- 14.10 Bengali Service
- 15.10 Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor Rec. 01.10.95, Part 1
- 16.25 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Prog.
- 16.55 German Service
- 18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
- 18.20 Urdu Class: Lesson No. 407 Rec: 18.09.98
- 19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.87 Rec: 11.10.95
- 20.45 Albanian Programme No. 7
- 21.15 Dars ul Quran: No.3 1998
- 22.45 Mulaqat With Huzoor (R)

Monday 5th April 1999 — 18 Zul Hajj 1419

- 00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
- 00.50 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Programme(R)
- 01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 87(R)
- 02.20 MTA USA : Huzoor's Address J/S 1998
- 03.10 Urdu Class: Lesson No. 407 (R)
- 04.15 Learning Chinese: Lesson No. 119
- 04.45 Mulaqat With Huzoor (R)
- 06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 07.00 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau (R)
- 07.20 Dars ul Quran: Lesson No. 3(R) Rec: 23.12.98
- 08.45 Liqa Ma'al Arab Session No. 87(R)
- 09.45 Urdu Class: No. 407 Rec: 18.09.98(R)
- 11.00 Indonesian Service:
- 12.05 Tilawat, News
- 12.40 Learning Norwegian: Lesson No.10
- 13.10 MTA Sports: Kabadi Semi Final Gujranwallah V Hyderabad
- 13.40 Speech By Sultan Mahmood Sahib Topic: 'Truth about Ba'it
- 14.05 Bengali Service:
- 15.05 Homeopathy Class: Lesson No. 21
- 16.15 Children's Corner: Work Shop No. 16
- 16.33 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Prog.
- 16.55 German Service.
- 18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
- 18.30 Urdu Class: Lesson No. 408 Rec. 12.10.95
- 19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.88 Rec: 12.10.95
- 20.50 Turkish Prog: Truth of Imam Mahdi, Pt 11
- 21.20 Quiz: Rohani Khazaine
- 21.55 Homoeopathy Class: Lesson No.21 (R)
- 23.05 Learning Norwegian: Lesson No.9 (R)
- 23.34 Documentary: Ideal Home Exhibition, Pt1

Tuesday 6th April 1999 — 19 Zul Hajj 1419

- 00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
- 00.50 Children's Corner: Workshop No.16 (R)
- 01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 88 (R)
- 02.25 MTA Sports: Kabadi Semi-Final Gujranwalla Vs Hyderabad
- 03.05 Urdu Class: Lesson No.408 (R)
- 04.15 Learning Norwegian: Lesson No.10 (R)
- 04.45 Homoeopathy Class: Lesson No. 21 (R)
- 06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
- 06.40 Children's Corner: Workshop No. 16 (R)
- 07.00 Pushto Programme: Blessings Of Khilafat
- 07.30 Quiz: Rohani Khazaine (R)
- 08.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.88 (R)
- 09.10 Urdu Class: Lesson No. 408 (R)
- 10.20 Medical Matters 'Child Care'
- 10.55 Indonesian Service
- 12.05 Tilawat, News
- 12.30 Learning French: Lesson No. 29
- 13.00 Friday Sermon by Huzoor
- 14.00 Bengali Service: Significance of Khilafat
- 15.00 Mulaqat with Huzoor.
- 16.10 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran No. 18
- 16.30 Children's Corner: Various Waqfeen e Nau
- 16.55 German Service:
- 18.05 Tilawat, Darsul Hadith
- 18.25 Urdu Class: Lesson No. 409 Rec: 23.09.99
- 19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 89
- 20.40 Norwegian Service: Contemporary Issues
- 21.25 Hamari Kaenat
- 21.55 Mulaqat with Huzoor (R)
- 23.00 Learning French: Lesson No. 29(R)
- 23.30 Speech 'Waqf-e-Zindagi By Maulana Mubashir Ahmad Kahloon Sb

Wednesday 7th April 1999 — 20 Zul Hajj 1419

- 00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
- 00.50 Children's Corner: Quran Pronunciation
- 01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 89
- 02.10 Children's Corner: Waqfeen e Nau (R)
- 02.40 Urdu Class: Lesson No.409 (R)
- 03.40 Learning French: Lesson No.28 (R)
- 04.15 Speech: Waqf-e-Zindagee
- 04.55 Mulaqat with Huzoor (R)
- 06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
- 06.45 Children's Corner: Quran Pronunciation
- 07.05 Swahili Muzakra: Seerat un Nabi (SAW)
- 08.00 Dars ul Hadith: with Jamil ur Rehman Sb With Swahili Translation
- 08.20 Hamari Kaenat: No. 165 (R)
- 08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 89 (R)
- 09.50 Urdu Class: Lesson No.409 (R)
- 10.55 Indonesian Service
- 12.05 Tilawat, News
- 12.35 Learning German: Lesson No. 15
- 13.05 Tabarukaat: Speech By Ch. Mohammad. Zafrullah Khan Sahib, JS 1957
- 14.05 Bengali Service: F/S. Rec,17.04.98
- 15.05 Mulaqat with Huzoor
- 16.05 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
- 16.25 Children's Corner: Warzashi and Tafreehi Programme- Waqfeen- e- Nau
- 17.00 German Service: Reise un Licht,....
- 18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
- 18.25 Urdu Class: Lesson No. 410
- 19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 90 Rec: 18.10.95
- 20.50 French Programme: Problemes des Temps
- 21.20 MTA Lifestyle: Al Maidah
- 21.40 MTA Lifestyle: Shumarah No. 16
- 22.20 Mulaqat with Huzoor(R)
- 23.25 Learning German: Lesson No.15 (R)

Thursday 8th April 1999 — 21 Zul Hajj 1419

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.50 Children's Corner: Muqabala Hifz-e-Ashaar Lesson No. 3(R)
- 01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 90 Rec: 18.10.95
- 02.15 Tabarrukat (R)Speech JS 1957
- 03.15 Urdu Class: Lesson No. 410 (R)
- 04.21 Learning German : Lesson No.15 (R)
- 04.50 Mulaqat(R)
- 06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 06.35 Children's Corner: Muqabla Hifz-e-Ashaar Lesson No. 3(R)
- 06.55 Sindhi Program: Friday Sermon
- 08.00 MTA lifestyle: Shumurah No.16(R)
- 08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 90 (R)
- 09.50 Urdu Class: Lesson No. 410(R)
- 11.00 Indonesian Service:
- 12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 12.50 Learning Arabic: Lesson No.35
- 13.10 Moshaira Part 2: In Memory Of Abaidullah Aleem Sahib
- 13.55 Bengali Service: Mulaqat No.10
- 15.00 Homoeopathy Class No:22 Rec: 22.06.94
- 16.15 Children's Corner: Quran Pronounciation
- 16.35 Children's Corner: Ilmi Prog., Chiniot
- 16.55 German service
- 18.05 Tilawat, Dars ul Hadith.
- 18.30 Urdu Class: Lesson No.411 Rec: 26.09.98
- 19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No. 91 Rec: 19.10.95
- 20.40 Quiz: Philosophy of Islam
- 21.05 Quiz: History of Ahmadiyyat Part No.87
- 21.45 Homoeopathy Class No:22
- 23.00 Learning Arabic: Lesson No.35
- 23.16 Sajray Phull Seerat Hadhrat Ch. Ahmad ud Din Sb (RA)

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, April 2, 1999 No. 14

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ)

مولوی سمیع الحق کے کرتوت

۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کے خلاف باغیانہ تحریک کے موقع پر مولوی یوسف بنوری صاحب کے اشارہ پر اسمبلی پاکستان کے لئے جو دیوبندی موقف مرتب ہوا اور بعد میں "ملت اسلامیہ کا مؤقف" کے مغالطہ انگیز نام سے شائع ہوا۔ اس کی ترتیب میں محمد تقی عثانی کے ساتھ مولوی سمیع الحق صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ مکتبہ دارالعلوم نے اسی کا ترجمہ انگریزی "Qadianism on Trial" کی صورت میں طبع کیا۔

مولوی سمیع الحق صاحب نے کمال ڈھٹائی سے عنوان کتاب سے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ گویا وہ پوری دنیائے اسلام کا وکیل ہے۔ جناب نصیر اللہ بابر سابق وزیر داخلہ پاکستان نے اس نام نہاد وکیل کی نسبت یہ بیان دیا ہے کہ :۔

"مولانا سمیع الحق نے ۱۹۷۷ء میں نصر اللہ خٹک سے دس ہزار روپے لے کر اپنے والد مولانا عبدالحق کے کاغذات نامزدگی جعلی دستخط کر کے واپس لے لئے تھے۔ اس کے بعد مولانا عبدالحق نے وصیت کی تھی کہ سمیع الحق کو میری نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دی جائے۔ اور جب نماز جنازہ ہوئی تو مولانا سمیع الحق کی ناک سے خون نکل آیا اور وہ چاہتے ہوئے بھی والد کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکے"۔

(روزنامہ "دن" لاہور، ۲۱ر اکتوبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۷ کالم ۴)

یہ ذلت آمیز رسوائی محض اتفاق نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ۹۱ سال قبل مخالف اور بدگو ملاؤں کو انتباہ فرمادیا تھا کہ ؎

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنے والی ہے
خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو، اب یہ کرامت آنے والی ہے

☆......☆......☆

کس برانڈ کا اسلام؟

پاکستان کے مشہور صحافی اور کالم نگار جناب اشفاق احمد ورک کی زبان سے ایک دلچسپ مطالبہ سنئے :۔

"سب سے عجیب بات یہ ہے کہ تمام اسلامی اور دینی جماعتیں بھی......ناک بھوں چڑھا رہی ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ پہلے ان پر واضح کیا جائے کہ وطن عزیز میں نافذ ہونے والا اسلام کس برانڈ کا ہوگا، مولانا مودودی برانڈ کا، یا احمد شاہ نورانی برانڈ کا، مولانا فضل الرحمٰن برانڈ کا، یا مولانا عبدالستار نیازی برانڈ کا پھر ان جماعتوں کو اس پر بڑا اعتراض یا خدشہ یہ ہے کہ کہیں ہمارے یہ من چلے حکمران ان تمام مقامی برانڈوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بالکل ہی نیا نکور یعنی کلنٹن برانڈ اسلام نہ نافذ کردیں۔ اس سلسلے میں یار لوگوں کو سب سے بڑا خدشہ یہ ہے کہ کہیں ان مختلف رویوں کے درمیان اسلام اس طرح پھنس کے نہ رہ جائے جس طرح عطاء الحق قاسمی کے بقول "امجد اسلام کے دو امجدوں کے درمیان پھنسا ہوا ہے"۔

(روزنامہ "دن" لاہور، ۲ر اکتوبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۲)

مخالف احمدیت ملاں خاتم النبیین ﷺ کے لائے ہوئے مقدس دین کو عیسائیوں اور یہودیوں کی کمپنیوں سے تشبیہ دے کر یہ ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں کہ احمدی جماعت تو صرف ایک صدی سے ہے وہ دین مصطفیٰؐ کی کمپنی کا ٹریڈ مارک اور لیبل یعنی اسلام کا نام استعمال کرنے کی مجاز نہیں۔

(ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی ۹ تا ۱۵ر اکتوبر ۱۹۹۲ء۔ بحوالہ "قادیانیت ہماری نظر میں" صفحہ ۱۵۵ از محمد متین خالد۔ ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔ اشاعت اول اپریل ۱۹۹۳ء)

سوال یہ ہے کہ کیا یہ ملاں "شریعت بل" کے حوالے سے پاکستان کے عوام کو بتائیں گے کہ ان کے نزدیک کس "برانڈ کے اسلام" کو کمپنی کا ٹریڈ مارک اور لیبل استعمال کرنے کا مغربی قانون کے مطابق قانوناً حق ہے اور **کون کون خدا اور رسول خدا سے دھوکہ، فراڈ اور کھلا فریب کر رہا ہے؟؟**۔

مولوی ظفر علی خان نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں "احراری برانڈ اسلام" کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے کہا تھا ؎

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
اسلام اور ایمان اور احسان سے بیزار
ناموس پیمبرؐ کے نگہبان سے بیزار
کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اس پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں کے یہ ہیں **اسلام کے غدار**
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

("قائد اعظم اور ان کا عہد" صفحہ ۲۱۷ از مؤرخ پاکستان سید رئیس احمد جعفری۔ ناشر مقبول اکیڈیمی لاہور)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

بقیہ: لقاء مع العرب از صفحہ ۱۱

پوشیدہ مشکلات کو خوب سمجھتے تھے۔ اگر آپ بادشاہ کی خواب کی تعبیر بتانے کی غرض سے اس کے دربار میں حاضر ہو جاتے اور اس کی طرف سے انعام کے طور پر قید خانہ سے باعزت بری ہو جانے کی پیشکش قبول کر لیتے تو بعد میں بادشاہ کے کانوں میں یہ باتیں پڑتیں کہ تم نے جس شخص کو اپنا مقرب بنالیا ہے تمہیں معلوم ہے کہ اس نے اپنے محسن کی بیوی کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا جس نے اسے پالا پوسا، سہارا دیا اور بڑی محنت سے اسے پروان چڑھایا تھا۔ ایسا شخص تمہارا وفادار اور دیانتدار کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت یوسفؑ اس معاملہ کو دنیا کے ہر دوسرے شخص سے بہتر سمجھتے تھے اور معاملات کی تہہ تک پہنچنے کا یہ ایسا خاص علم حضرت یوسفؑ کو دیا گیا تھا جو باقی عام نبیوں کو حاصل نہ تھا۔ ہاں البتہ حضرت سلیمانؑ کے متعلق ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انہیں بھی اور قسم کی خاص حکمت کی نعمت عطا کی گئی تھی جو دوسرے عام نبیوں کی نسبت خاص تھی۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تمام دنیا میں حضرت سلیمانؑ کی حکمت مشہور ہے۔ خدا تعالیٰ نے بعض نبیوں کو خاص صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا تھا۔ حضرت یوسفؑ میں خدا تعالیٰ نے یہ خوبی نمایاں رکھی تھی کہ آپ تاویل الاحادیث کے ماہر تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے معاملات کی ظاہری صورت سے کبھی دھوکہ نہ کھایا۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ : پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ : چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک : ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

بقیہ: اسوۂ رسولؐ از صفحہ ۱۲

دیں گے"۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام الجزء الثالث صفحہ ۲۲۳،۲۲۶۔ دارالقلم بیروت الطبعہ الاولیٰ ۱۹۸۰ء)

☆......☆......☆

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد بیت اللہ کا قصد کرتے ہوئے نکلے تو راستے میں آپ کو اطلاع ملی کہ قریش آپ کو اس ارادہ سے روکنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں اور اگر آپؐ نہ رکے تو وہ آپؐ کے ساتھ جنگ کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ایسے موقع پر آپؐ نے ایک دفعہ پھر "اشیروا علیّ ایھا النّاس" کی آواز بلند فرمائی۔ یعنی اے لوگو مجھے اپنے مشورہ سے آگاہ کرو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کسی کو قتل کرنے یا کسی کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ لے کر نہیں بلکہ بیت الحرام کی زیارت کی خاطر نکلے ہیں لہذا آپؐ چلتے چلیں اور اگر کسی نے ہمیں اس نیک ارادہ سے روکا تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تو پھر اللہ کا نام لے کر چلو۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ)

☆......☆......☆

صلح حدیبیہ ہی کے موقعہ پر جب بظاہر آنحضرت ﷺ نے قریش مکہ کے تمام مطالبات کو قبول فرمالیا جن میں اس دفعہ حج کئے بغیر واپس جانے کا مطالبہ بھی تھا۔ صحابہ کرامؓ پر یہ بات بہت شاق گزری خصوصاً اس لئے بھی کہ وہ زیارت کعبۃ اللہ کی نیت سے میلہا میل کی مسافت طے کر کے آئے تھے اور اپنی قربانیاں بھی ساتھ لائے تھے ایسی صورت میں ایک حج نہ کرنے کا صدمہ اور دوسرا رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ اپنی قربانیاں یہیں پر ذبح کر دو اور اپنے سر منڈواؤ۔ اس پر صحابہ کرام جو پہلے ہی غم و حزن کی کیفیت سے گزر رہے تھے گویا کہ اپنی جگہ پر جامد سے ہو گئے اور کوئی بھی قربانیوں کی طرف نہ بڑھا۔ صحابہ کی یہ حالت دیکھ کر آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئے اور ان کے سامنے سارا ماجرا بیان فرمایا۔ اس پر حضرت ام سلمہؓ نے آپ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا "یا رسول اللہ! لوگ غم کی کیفیت میں ہیں اور ان کا یہ حال نعوذباللہ نافرمانی کی نیت سے نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہوگی کہ آپ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے بات کئے بغیر جا کر اپنی قربانی ذبح کر دیں اور سر منڈوا دیں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ آپؐ کو یہ مشورہ بہت بھلا معلوم ہوا چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ جب صحابہؓ نے یہ منظر دیکھا تو وہ اپنی قربانیوں کی طرف لپکے اور آن کی آن میں ان کو ذبح کر دیا اور اتنی تیزی سے ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے کہ جلدی کی وجہ سے بعض صحابہ اپنے ساتھیوں کو زخمی کرنے لگے۔

(کتاب المغازی للواقدی الجزء الثانی صفحہ ۶۱۲،۶۱۶۔ عالم الکتب بیروت۔ طبعہ ۱۹۷۶ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔